ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

اپریل 2018ء - رجب المرجب 1439ھ (جلد 15 شمارہ 7)

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 7

اپریل 2018ء - رجب المرجب 1439ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ.................300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال.................مسلم لیگ ن کا پانچ سالہ دورِ حکومت.......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 162)........بعض رسولوں کی بعض پر فضیلت .... // // 5

درسِ حدیث ...بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط 3)... // // 15

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 9)................مفتی محمد رضوان 20

ملفوظات... // // 27

سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط 3)...................................مفتی محمد امجد حسین 33

ماہِ ربیع الاول: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات......مولانا طارق محمود 38

علم کے مینار:...امام ابوحنیفہ کے شیوخ واساتذہ (آخری حصہ).....مفتی غلام بلال 40

تذکرۂ اولیاء:.......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خشک سالی......مفتی محمد ناصر 46

پیارے بچو!......بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے (قسط 2)......مولانا محمد ریحان 55

بزمِ خواتین .....عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب (قسط 9)........مفتی طلحہ مدثر 59

آپ کے دینی مسائل کا حل............ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ

سے متعلق احادیث وآثار (قسط 3)................................ادارہ 66

کیا آپ جانتے ہیں؟.... کھانے کے آداب (قسط 8)...........مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ . حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ چہارم).......مولانا طارق محمود 80

طب وصحت.....قُسط یا قُسطِ بحری کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات....حکیم مفتی محمد ناصر 84

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز........................... // // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 91

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

مسلم لیگ ن کا پانچ سالہ دورِحکومت

وطنِ عزیز میں 2013ء کے انتخابات کے بعد مسلم لیگ ن کی حکومت کو قائم ہوئے پانچ سال کا عرصہ مکمل ہونے کو ہے، اگرچہ پانچ سالہ دورِحکومت پورا ہونے سے پہلے برسرِاقتدار حکومت کے بانی اور اصل سربراہ جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو عدالت کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ سے نااہل قرار دے دیا گیا تھا، جس کے بعد انہیں پارٹی کی صدارت سے بھی نااہل قرار دے دیا گیا، اور تاحال سابق وزیرِاعظم میاں محمد نواز شریف اور ان کے خاندان کے خلاف عدالت میں مقدمات جاری ہیں، ساتھ ہی جو کوئی عدالت کے ان فیصلوں پر اپنے شکوک وشبہات وخدشات کا اظہار کرے، اسے بھی توہینِ عدالت کے عنوان سے گرفت میں لینے کا عمل جاری ہے، جس کی وجہ سے مختلف قسم کے شکوک وشبہات جنم لے رہے ہیں، اور ہمارے خیال میں عدالت اور دیگر اداروں کو اس سلسلہ میں محتاط روّیہ رکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ لوگوں کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو، اور عدالت و دیگر اداروں سے اعتماد کی فضا میں خلل واقع نہ ہو۔

ہماری دیانت دارانہ اور غیر متعصّبانہ رائے میں موجودہ حکومت نے اپنے پانچ سالہ دورِحکومت میں ملکی تعمیر وترقی کے لیے بعض ایسے کام کیے ہیں، جو قیامِ پاکستان سے لے کر موجودہ دورِحکومت سے پہلے کسی دورِحکومت میں نہیں ہوسکے تھے۔

جس کا تقاضا یہ تھا کہ موجودہ حکومت کی حوصلہ افزائی کی جاتی، اور اس کی طرف سے جاری ترقیاتی کاموں میں معاونت کی جاتی، لیکن اس کے برعکس موجودہ حکومت کو برسرِاقتدار آنے کے بعد شروع سے ہی کچھ ایسی خفیہ و نادیدہ قوتوں کا سامنا رہا ہے، جن کی وجہ سے موجودہ حکومت، کھل کر اور آزادانہ طریقہ پر کام نہیں کرسکی، ان قوتوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً مختلف شکلوں میں حکومت کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کا سلسلہ جاری رہا، کبھی سیاسی اور مذہبی مارچ اور کبھی دھرنوں کی شکل میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہیں۔

www.idaraghufran.org

عدالت کی طرف جو سابق وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف کی نااہلی اور ان کے خلاف تیزی سے مقدمات کا سلسلہ جاری ہے، اس پر ملک کے ایک بڑے طبقہ کی طرف سے یہ شبہ ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ اس طرح کے فیصلے اور ان میں تیزی دوسرے سیاسی وغیر سیاسی لوگوں کے مقدمات میں دیکھنے میں نہیں آئی، جن میں جناب پرویز مشرف صاحب، آصف علی زرداری صاحب، شیخ رشید احمد صاحب، اور عمران خان صاحب وغیرہ شامل ہیں، اور نہ ہی بڑے بڑے جرائم کے مرتکب لوگوں کو نااہلی کی سزا سنائی گئی۔ جس سے یہ تاثر ابھر کر سامنے آیا ہے کہ سابق وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب اور ان کی حکومت کے خلاف کچھ خفیہ طاقتوں نے پہلے سے متعین فیصلے کر لیے ہیں، جن کے لیے وقت کے ساتھ مختلف تدبیریں اور طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں، جبکہ یہ فضاء ملک و ملت کی تعمیر وترقی اور بطورِ خاص جمہوریت کے لیے سخت خطرناک ہے۔

اگر موجودہ موقف حقیقت کے مطابق ہے، تو ملک وملت کے ذمہ داران اور اداروں کو اجتماعی طور پر ان سازشوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور ملک میں جمہوری نظام کو بہتر اور مضبوط کرنے کے لیے اجتماعی طور پر جدوجہد کرنی چاہئے، اور اگر کچھ ادارے اس سلسلہ میں اپنا کام ذمہ داری سے نہ کرسکیں، تو عوام کو اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، جس میں عوام کے پاس ووٹ کی طاقت اہم تدبیر ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہماں یہاں کا ایک بڑا طبقہ ووٹ کی اہمیت اور اس کی ذمہ داری کو نہیں سمجھتا، بلکہ اس کے خلاف تبلیغ اور جدوجہد کر کے عوام کو ووٹ سے دور رکھنے کی سعی کرتا ہے، جو ہمارے خیال میں درست طرزِ عمل نہیں، اس موضوع پر ہم نے اپنی مستقل تصانیف میں تفصیل سے کام کر دیا ہے۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو، اب 2018 کے انتخابات کا زمانہ قریب ہے، جس کے لیے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ عوام کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق اور ملک وملت کے لیے بہتر حکومت وحکمرانوں کا انتخاب فرمائے، ساتھ ہی یہ بھی دعاء ہے کہ ذمہ دارانِ قوم اور اداروں کو اس سلسلہ میں منصفانہ فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور خفیہ ونادیدہ طاقتیں جو ملک وملت کے خلاف سازشیں کرتی ہیں، اللہ ان سے ملک وملت کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ چوتھا جدید ایڈیشن

ماہِ رجب
کے
فضائل واحکام

قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تعلیماتِ اکابر کی روشنی میں
اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے ''رجب'' کے فضائل ومسائل
احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات
ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات

مصنّف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

شعبان وشبِ براٴت
کے
فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے آٹھویں مہینے ''شعبانُ المُعَظَّم'' سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اوراسی کے ساتھ ''شبِ براٴت'' کے بارے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے معتدل نظریہ کو دلائل کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اوراس بارے میں علمی وعملی، فکری ونظریاتی بے اعتدالیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔آخر میں اس مہینے میں واقع ہونے والے بعض اہم تاریخی واقعات کو بھی درج کر دیا گیا ہے۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد 4
علمی وتحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللّٰہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قراءت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان خان

حُسنِ معاشرت
اور
آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اورطرز زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل آداب واحکام اورزندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اورآدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط3)

شفاعتِ نبوی کے حصول والے چند اعمال کا ذکر

پیچھے گزر چکا کہ قیامت کے دن درجہ بدرجہ ہر مومن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی، کسی کو جلد اور کسی کو بدیر، کسی کو ابتداء میں اور کسی کو بعد میں۔

بعض احادیث میں کچھ ایسے اعمال کا بھی ذکر آیا ہے، جن کی برکت سے مومن بندہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا عام درجہ سے زیادہ بڑا درجہ حاصل ہوگا، اور پھر جس درجہ کے اعمال ہوں گے، اسی درجہ کی شفاعت بھی حاصل ہوگی۔

آ گے اس طرح کے اعمال کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اذان کے بعد درود اور دعاء پر شفاعتِ نبوی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلاَـةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْـجَنَّةِ لاَ تَـنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم) [1]

ترجمہ: جب تم مؤذن کی اذان کو سنو، تو جو وہ کہتا ہے، تم اس کی طرح کہو، پھر (اذان

---

[1] رقم الحدیث "۳۸۴" ۱۱"، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يسأل الله له الوسيلة.

www.idaraghufran.org

کے بعد) میرے اوپر درود پڑھو، اس لئے کہ جس نے میرے اوپر درود پڑھا، تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر تم میرے لئے وسیلہ کی دعاء کرو، اور وسیلہ جنت میں ایک ایسا درجہ (ومقام) ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی بندے کی شان کے لائق ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا، پس جو میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے گا تو اس کے لئے میری شفاعت اتر پڑے گی (مسلم)

مذکورہ حدیث سے اذان کے بعد درود اور دعائے وسیلہ کے ذریعہ سے شفاعت حاصل ہونے کی فضیلت معلوم ہوئی، اور دیگر احادیث میں دعائے وسیلہ کے الفاظ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ:اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(بخاری،رقم الحديث ۶۱۴، كتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان سننے کے وقت یہ دعاء پڑھے:

”اے اللہ مالک اس کامل دعاء (اذان) کے اور اس قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ (جنت کا سب سے خاص اور اعلیٰ درجہ) اور فضیلت عطا فرمایئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود (شفاعتِ کبریٰ) تک پہنچایئے، جس کا آپ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے“

تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت اتر پڑے گی (بخاری)

کثرتِ سجود و کثرتِ عبادت پر شفاعتِ نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

www.idaraghufran.org

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: " أَلَكَ حَاجَةٌ؟ " قَالَ: حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، حَاجَتِي قَالَ: " وَمَا حَاجَتُكَ؟ "قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: " وَمَنْ دَلَّكَ عَلَى هَذَا؟ "قَالَ: رَبِّي قَالَ: " إِمَّا لَا، فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُودِ "(مسند احمد، رقم الحديث ١٦٠٧٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم سے پوچھتے رہتے تھے کہ تمہیں کوئی ضرورت تو نہیں ہے؟ایک دن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول!میری ایک ضرورت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت کردیجیے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سوال تمہیں کس وجہ سے پیدا ہوا؟ خادم نے عرض کیا کہ میرے رب نے میرے دل میں ڈال دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کثرت سے سجود کے ذریعے میری مدد کرو(مسنداحمد)

مطلب یہ ہے کہ جب تم کثرت سے نماز پڑھو گے، اور سجدے کرو گے، تو مجھے تمہارے لیے شفاعت کرنا زیادہ آسان ہوجائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کثرتِ عبادت اور خاص کر کثرتِ نماز وسجدوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بروزِ قیامت شفاعت کا حصول آسان ہوگا۔

مدینہ منورہ میں صبر کرنے اور فوت ہونے پر شفاعتِ نبوی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " الْمَدِينَةُ مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا – أَوْ شَهِيدًا – يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(مسند احمد، رقم الحديث ٧٧٠٩)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مدینہ کی شدت اور تکالیف پر صبر کیا، تو میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا یا گواہ بنوں گا (مسنداحمد)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا، كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي الْمَدِينَةَ (مسلم، رقم الحديث ١٣٧٧ "٤٨٣")

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مدینہ کی شدت اور تکالیف پر صبر کیا، تو میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہ یا شفاعت کرنے والا بنوں گا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں جو مصائب اور خلافِ طبیعت باتیں پیش آئیں، ان پر صبر کرنے کی برکت سے آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا (مسند احمد، رقم الحديث ٥٤٣٧)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے مدینہ میں فوت ہوجانے کی استطاعت رکھے، تو اسے چاہئے کہ ایسا کرلے، کیونکہ میں اس شخص کی شفاعت کروں گا، جو مدینہ میں فوت ہوگا (مسنداحمد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کی تکالیف پر صبر کرنے اور مدینہ منورہ میں بحالتِ ایمان فوت ہونے والے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بروزِ قیامت شفاعت فرمائیں گے۔ (جاری ہے..........)

Idara Ghufran

Islamic Montessori & School System

ادارہ غفران کے زیرِ انتظام

قائم شدہ ۱۴۳۳ھ،2012ء

تعمیرِ پاکستان سکول

جدید تعلیم قومی اور دینی سوچ کے ساتھ

English Medium for Boys & Girls

نمایاں خصوصیات

- چھوٹے بچوں کے لئے مونٹیسوری اور جدید ترین طریقۂ تعلیم
- خوبصورت کھلونوں اور جھولوں سے آراستہ ماحول
- معیاری تعلیم اور اخلاقی تربیت ساتھ ساتھ
- انگلش اور عربی پر خصوصی توجہ
- تعلیم یافتہ اور با اخلاق عملہ
- نصابی سرگرمیوں کے ساتھ عملی غیر نصابی سرگرمیاں
- طلبہ/ طالبات کی خوبصورت لکھائی (Hand Writing) پر خصوصی توجہ
- ابتداء سے ہی سلیبس کے حصہ کے طور پر دینی تعلیم، قاعدہ، ناظرہ قرآن مجید، اور جزوی حفظِ قرآن مجید

پلے گروپ سے جماعت پنجم تک داخلے جاری ہیں

5/مارچ 2018ء سے نئے تعلیمی سال (2018-19) کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ

محلّہ سلطان پورہ، چاہ سلطان، عقب PSO پٹرول پمپ، راولپنڈی

Phone No: 051-5780927

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ و اجتہاد میں توسع و اعتدال (قسط 9)

''جلسۂ استراحت'' کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ''مصفّٰی'' میں فرماتے ہیں:

مسئلہ: جلسۂ استراحت وترکِ آں ہر دو در حدیث آمدہ است، و ہر دو صحیح است

(المصفّٰی، ج۱ص۱۱۴، باب تجلس بین السجدتین کجلسۃ الصلاۃ ولا تجلس علی صدور قدمیہ الابضرورۃ، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: مسئلہ: جلسۂ استراحت کرنا اور اس کو ترک کرنا، دونوں احادیث میں آئے ہیں، اور دونوں صحیح ہیں (مصفّٰی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا مذکورہ موقف جامع اور مضبوط ہے، اور احادیث میں دونوں کا ذکر ہے، اسی وجہ سے فقہائے کرام کا اس سلسلہ میں اختلاف افضلیت میں ہے۔

چنانچہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے صحیح مذہب کے مطابق، اور شافعیہ کے غیر اصح قول کے مطابق اور امام ثوری اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک نماز کی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے فراغت کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے جلسۂ استراحت سنت نہیں، اور اس کا عام حالات میں کرنا، خلافِ اولیٰ ہے، البتہ جس کو عذر ہو، مثلاً کوئی ضعیف و کمزور یا بھاری جسم کا حامل ہو، تو اس کے لیے جلسۂ استراحت میں کوئی حرج نہیں۔

متعدد صحابۂ کرام سے مذکورہ موقع پر جلسہ استراحت کرنا ثابت نہیں، جبکہ بعض سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

اور شافعیہ کے اصح قول کے مطابق اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق، جس کو خلاّل نے اختیار

کیا ہے، پہلی اور تیسری رکعت میں کھڑے ہونے سے پہلے جلسۂ استراحت سنت ہے۔ [1]
یہ بات ملحوظ رہے کہ حنفیہ کی تصریح کے مطابق نماز میں مذکورہ موقعہ پر جلسۂ استراحت بلاعذر کرنا بھی جائز ہے، اور یہ جائز وناجائز یا حلال وحرام کا اختلاف نہیں۔

چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی فرماتے ہیں:

وكالاعتماد وجلسة الاستراحة السنة عندنا تركهما .ولو فعلهما لا بأس كما سيأتى فى محله(رد المحتار، ج ۱، ص۷۴۷، كتاب الطهارة)

ترجمہ: اور جیسا کہ سہارا لے کر اٹھنا، اور جلسۂ استراحت کہ ہمارے نزدیک ان کو نہ کرنا سنت ہے، اور اگر کوئی ان کو کرے، تو حرج نہیں، جیسا کہ آگے اپنے مقام پر آتا ہے (ردالمحتار)

''البحر الرائق'' میں ہے:

قال فى الفتاوى الظهيرية قال شمس الأئمة الحلوانى إن الخلاف إنما هو فى الأفضلية حتى لو فعل كما هو مذهب الشافعى لا بأس به عندنا اهـ. وكذا ترك الاعتماد مستحب لمن ليس به عذر عندنا على ما هو ظاهر كثير من الكتب المشهورة قال الوبرى لا بأس يعتمد براحتيه على الأرض عند النهوض من غير فصل بين العذر وعدمه ومثله ما فى

---

[1] ذهب الحنفية والمالكية وهو مقابل الأصح لدى الشافعية، والصحيح من المذهب لدى الحنابلة إلى أن المصلى إذا قام من السجدة الثانية لا يجلس جلسة الاستراحة، ويكره فعلها تنزيها لمن ليس به عذر.
وروى ذلك عن عمر وعلى وابن مسعود، وابن عمر وابن عباس رضى الله عنهم، وبه قال الثورى وإسحاق، قال الترمذى :وعليه العمل عند أهل العلم، وقال أبو الزناد :تلك السنة.
ويرى الشافعية فى الأصح وهو رواية ثانية عن أحمد اختارها الخلال أنه يسن بعد السجدة الثانية جلسة للاستراحة فى كل ركعة تقوم عنها، لما روى مالك بن الحويرث :أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يجلس إذا رفع رأسه من السجود قبل أن ينهض فى الركعة الأولى .
وصفة الجلوس هنا كالجلوس بين السجدتين قدرا وهيئة، ويكره تطويله، وهذا يخالف قول الرافعى " :أنها خفيفة "وقول النووى فى مجموعه "أنها خفيفة جدا ."
ثم قطع الرافعى :بأنها للفصل بين الركعتين، وحكى النووى وجها أنها :من الثانية، وهناك وجه ثالث أبداه صاحب الذخائر وهو :أنها من الركعة الأولى.ومن خصائص جلسة الاستراحة عند من يقول بها -أنها لا يدعو فيها بشىء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۵، ص ۲۶۲، ماده، جلوس)

www.idaraghufran.org

المحیط عن الطحاوی لا بأس بأن یعتمد بیدیه علی الأرض شیخا کان أو شــابــا، وهــو قــول عــامة الــعـلـمــاء (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج ا ،ص ۳۴۰، کتاب الصلاۃ، آداب الصلاۃ)

ترجمہ: فتاویٰ ظہیریہ میں فرمایا کہ شمس الائمہ حلوانی کا قول یہ ہے کہ جلسۂ استراحت کا اختلاف صرف افضلیت میں ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی جلسۂ استراحت کرے، جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے، تو ہمارے نزدیک اس میں حرج نہیں۔ اوراسی طرح ہمارے نزدیک سہارا لیے بغیر اٹھنا اس کے لیے مستحب ہے، جس کو عذر نہ ہو، جیسا اکثر مشہور کتب سے ظاہر ہے، وبرّی نے فرمایا کہ زمین سے اٹھتے وقت زمین پر اپنے ہاتھوں سے سہارا لینے میں حرج نہیں، اس میں انہوں نے عذر اور غیر عذر کے درمیان فرق نہیں کیا، اوراسی کے مثل محیط میں طحاوی سے منقول ہے کہ زمین پر اپنے ہاتھوں سے سہارا لے کر اٹھنے میں حرج نہیں، خواہ بوڑھا ہو یا جوان ہو، اور عام علماء کا یہی قول ہے (البحرالرائق)

''سنن الترمذی'' کی شرح ''العرف الشذی'' میں ہے:

وفـي البـحـر عن الحلوانی أن الخلاف فی الأفضلیة لا فی الجواز، فلو أتـی بها الحنفی أو ترکها الشافعی لابأس وذکر مثل قول الحلوانی فی شـرح الـفـرائـد السـنية لـلـکـواکـبـی، وفي الكبير: مـن أتـی بـجلسة الاستـراحة یلزمه سجدة السهو، وأقول: لعله أراد ما خرج عن القدر المسنون (العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ا ص ۲۸۲، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء کیف النهوض من السجود)

ترجمہ: اور بحر میں حلوانی سے یہ مذکور ہے کہ جلسۂ استراحت میں اختلاف افضل ہونے نہ ہونے کے بارے میں ہے، جائز ہونے کے بارے میں نہیں (کرنا نہ کرنا، سب کے نزدیک جائز ہے) پس اگر کوئی حنفی جلسۂ استراحت کرے، یا کوئی شافعی جلسۂ استراحت نہ کرے، تو اس میں حرج نہیں، اور کواکبی کی ''الـفـرائد السنية'' کی شرح میں حلوانی کے قول کے مثل مذکور ہے، اور ''کبیر'' میں ہے کہ جو جلسۂ استراحت کرے،

تو اس کو سجدہ سہو لازم ہوگا، میں کہتا ہوں کہ غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ جب مسنون مقدار سے زیادہ وقت تک جلسہ کرے (تو پھر سجدہ سہو ہوگا) (العرف الشذی)

اور ''صحیح بخاری'' کی شرح ''فیض الباری'' میں ہے کہ:

وفي البحر عن الحلواني رحمه الله تعالى: أن الخلاف فيه خلاف الأفضلية، وهو المختار عندي .فما في الكبيري: إيجاب سجدة السهو على من جلسها محمول عندي على ما أطالها فزادت على قدر السنة .وما أجاب به الطحاوي رحمه الله أنه كان للعذر ليس بسديد عندي .بل الجواب أنها كانت، ثم خملت خمولا أفضى إلى إنكارهم عليها كما في البخاري في باب المكث بين السجدتين، عن أيوب: كان يفعل شيئا لم أرهم يفعلونه: كان يقعد في الثالثة أو الرابعة، وهذا يدل على غاية خموله .ونظيره الركعتان قبل المغرب، فإنها أيضا صارت خاملة، حتى قال فيها ابن عمر رضي الله عنه ما قال.

وفي منتقى الأخبار عن أحمد رحمه الله تعالى: إن أكثر الأحاديث تبني على ترك الجلسة، وهو من تصانيف الشيخ مجد الدين أبو البركات ابن تيمية الكبير – جد ابن تيمية المعروف – ونيل الأوطار للشوكاني: شرح المنتقى .

هذا وبالجملة كفانا لمفضوليته قول أحمد وما روي في البخاري، وللجواز: تصريح الحلواني .وهذا الذي أقول في مواضع عديدة، ولا أحب لفظ النسخ إلا حين يسفر إسفار الصبح (فيض الباري علیٰ صحيح البخاري، ج ۲ ص ۲۶۳، ۲۶۴، كتاب الاذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلاة النبي – صلى الله عليه وسلم – وسنته)

ترجمہ: اور ''البحر'' میں حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جلسۂ استراحت میں اختلاف افضل ہونے نہ ہونے کے متعلق ہے، اور میرے نزدیک یہی مختار و پسندیدہ

قول ہے، تو ''کبیریٰ'' میں جو جلسۂ استراحت کرنے پر سجدہ سہو واجب ہونے کا حکم مذکور ہے، وہ میرے نزدیک اس صورت پر محمول ہے، جب جلسۂ استراحت اتنا لمبا کیا جائے، جس کی مقدار سنت سے زیادہ ہو جائے، اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے جو اس جلسۂ استراحت کو (بڑھاپے یا جسم کے بھاری ہونے وغیرہ کے) عذر پر محمول کیا ہے، وہ میرے نزدیک مضبوط بات نہیں، بلکہ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا ہے، لیکن یہ ایسا عمل تھا جو کبھی کبھار تھا، جس کے انکار کی نوبت آئی، جیسا کہ بخاری میں دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنے کے باب میں حضرت ایوب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی ایسا کام کرتے تھے، جس کو ہم نے پہلے کرتے ہوئے نہیں دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری اور چوتھی رکعت پر بیٹھتے تھے، یہ اس کے کبھی کبھار ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور اس کی نظیر مغرب سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں، وہ بھی اسی طرح کبھی کبھار ہوتی تھیں، اس لیے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں بات فرمائی۔

اور ابنِ تیمیہ کے دادا شیخ مجد الدین ابوالبرکات ابنِ تیمیہ کی تصنیف ''منتقی الاخبار'' میں امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اکثر احادیث جلسۂ استراحت کے ترک پر دلالت کرتی ہیں، اور شوکانی کی ''نیل الاوطار'' اسی ''منتقی الاخبار'' کی شرح ہے۔

اور جلسۂ استراحت کے غیر افضل ہونے میں ہمارے لیے امام احمد کا قول، اور بخاری میں جو مروی ہے، کافی ہے، اور جواز کے لیے حلوانی کی تصریح کافی ہے، اور یہ بات میں کئی مواقع پر کہہ چکا ہوں کہ میں کسی عمل میں ''منسوخ ہونے'' کے قول کو اس وقت تک پسند نہیں کرتا، جب تک کہ کسی عمل کا منسوخ ہونا (رات کی تاریکی کے بعد) صبح کی روشنی کی طرح واضح نہ ہو جائے (فیض الباری)

علامہ ابنِ تیمیہ کے فتاویٰ میں ہے:

جلسة الاستراحة، قد ثبت في الصحيح أن النبي -صلى الله عليه

وسلم -جلسها؛ لكن تردد العلماء هل فعل ذلك من كبر السن للحاجة، أو فعل ذلك لأنه من سنة الصلاة .فمن قال بالثانى : استحبها كقول الشافعى، وأحمد فى إحدى الروايتين.

ومن قال بالأول :لم يستحبها إلا عند الحاجة، كقول أبى حنيفة ومالك، وأحمد فى الرواية الأخرى. ومن فعلها لم ينكر عليه، وإن كان مأموما؛ لكون التأخر بمقدار ما ليس هو من التخلف المنهى عنه عند من يقول باستحبابها، وهل هذا إلا فعل فى محل اجتهاد فإنه قد تعارض فعل هذه السنة عنده، والمبادرة إلى موافقة الإمام فإن ذلك أولى من التخلف، لكنه يسير، فصار مثل ما إذا قام من التشهد الأول قبل أن يكمله المأموم، والمأموم يرى أنه مستحب، أو مثل أن يسلم وقد بقي عليه يسير من الدعاء ، هل يسلم أو يتمه؟ ومثل هذه المسائل هى من مسائل الاجتهاد، والأقوى أن متابعة الإمام أولى من التخلف، لفعل مستحب، والله أعلم (الفتاوى الكبرى لابن تيمية،ج٢،ص ١٨٩،كتاب الصلاة،مسألة يصلى مأموما ويجلس بين الركعات جلسة الاستراحة)

ترجمہ: جلسۂ استراحت صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار کیا ہے۔لیکن علماء نے اس بارے میں تردد اختیار کیا ہے کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ضرورتاً کیا ہے، یا اس کے نماز کی سنت میں سے ہونے کی وجہ سے کیا ہے؟

پس جس نے دوسرا قول کیا، اس نے جلسۂ استراحت کو مستحب قرار دیا، جیسا کہ امام شافعی کا قول ہے،اور امام احمد کی دو روایتوں میں سے ایک روایت ہے۔

اور جس نے دوسرا قول کیا، اس نے جلسۂ استراحت کو مستحب قرار نہیں دیا، سوائے ضرورت کے وقت کے، جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا قول ہے،اور امام احمد کی

دوسری روایت ہے۔اور جو شخص جلسۂ استراحت کرے،اس پر نکیر نہیں کی جائے گی، اگر چہ وہ مقتدی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس میں تاخیر اتنی مقدار میں لازم نہیں آتی ،جس میں (امام کے) تخلف سے منع کیا گیا ہے،اس شخص کے نزدیک، جواس کے مستحب ہونے کا قائل ہے،اور یہ فعل اس کا صرف محلِ اجتہاد میں ہے،اوراس کے نزدیک اس سنت کا فعل متعارض ہے،اورامام کی طرف موافقت میں جلدی کرنا، یہ تخلف کے مقابلہ میں اولیٰ ہے،لیکن چونکہ یہ تخلف بہت تھوڑا ہے، پس یہ ایسا ہی ہوگیا، جیسا کہ جب امام پہلے تشہد سے کھڑا ہوجائے، اس سے پہلے کہ مقتدی تشہد مکمل کرے،اور مقتدی اس کو مستحب سمجھتا ہو، یا جیسا کہ امام سلام پھیر دے، اور مقتدی پر تھوڑی سی دعا باقی ہو، کیا مقتدی سلام پھیرے گا یااس کو پورا کرے گا؟اوران جیسے مسائل کا اجتہادی مسائل سے تعلق ہے، اور زیادہ قوی یہ ہے کہ امام کی متابعت تخلف کے مقابلہ میں اولیٰ ہے، مستحب فعل کے اختیار کرنے کے لیے،واللہ اعلم (فتاویٰ کبریٰ)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے فراغت کے بعد کھڑے ہونے سے پہلے جلسۂ استراحت کرنے کے مسئلہ میں افضل وغیر افضل کا اختلاف ہے، اور یہ مسئلہ مجتہد فیہ نوعیت کا ہے،جس میں امت کے اہم اور مجتہدینِ مطلق درجہ کے ائمہ کی آراء دونوں طرف ہیں، اور دونوں حضرات کے پاس سنت وآثار سے دلائل ہیں، کسی کے پاس زیادہ، کسی کے پاس کم، کسی کے پاس راجح، کسی کے پاس مرجوح، مگر وہ اپنے اعتبار سے ان کو اپنے نزدیک راجح ہی سمجھتے وقرار دیتے ہیں۔

لہٰذا اس مسئلہ میں بھی غلو وتشدد مناسب نہیں، جس کو فقہائے کرام میں سے جس قول پر عمل کرنا پسند ہو،اس کو اختیار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ نیت میں فساد وفتنہ برپا کرنا پیشِ نظر نہ ہو۔

پس آج کل اس مسئلہ میں جو طرفین سے غلو سامنے آتا ہے،اوراس کو حق وباطل کا اختلاف قرار دینے کے انداز کو اختیار کیا جاتا ہے، دونوں اطراف سے یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے، اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ (جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

قرآن مجید کے ترجمہ کے لیے اہم چیز

(3ربیع الاول1439ہجری)

فرمایا کہ قرآن مجید کے ترجمہ کے لیے میں ذاتی طور پر اس چیز کو ترجیح دیتا ہوں کہ ترجمہ لفظ بلفظ ہو، یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو الفاظ وکلمات اختیار فرمائے ہیں، ترجمہ میں حتی الامکان ان الفاظ وکلمات اور نظم کی ترتیب کا لحاظ کیا جائے، اور اگر ترجمہ سے اللہ کے کلام کی کوئی بات سمجھ نہ آئے، تو اس کی توضیح الگ سے تفسیر وتشریح کے طور پر ذکر کی جائے۔

کیونکہ ترجمہ اور تفسیر یا تشریح دو الگ الگ چیزیں ہیں، اس لیے دونوں کو الگ الگ ہی رکھنا مناسب ہے، اور دونوں کو خلط ملط کرنا مناسب نہیں۔

آج کل بعض حضرات ایسے سلیس ترجمہ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، جس میں قرآن مجید کے الفاظ وکلمات اور نظم کی رعایت نہیں ہوتی، حالانکہ اس کی وجہ سے کئی کمزوریاں لازم آ سکتی ہیں، مثلاً ممکن ہے کہ سلیس کرنے میں اس کی اس تفسیر کی رعایت کی گئی ہو، جو مترجم کے نزدیک راجح یا مشہور ہو، لیکن اس کی وجہ سے دوسری تفاسیر کی رعایت فوت ہوگئی ہو، جبکہ دوسری تفسیر کے راجح ہونے کا بھی احتمال ہے۔

اسی طرح ترجمہ کو سلیس کرنے کی کوشش میں بعض اوقات قرآن مجید کے الفاظ وکلمات اور ترتیب کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے احکام ونکات اور فوائد بھی فوت ہوجاتے ہیں، بلکہ بعض اوقات غلط معنیٰ بن جاتے ہیں، میں نے خود ایسے بعض ترجمے دیکھے ہیں۔

اس لیے میرے نزدیک قرآن مجید کا ترجمہ ایسا کرنا مناسب ہے، جس میں حتی الامکان جملہ ممکنہ ومناسب تفاسیر کی رعایت پائی جائے، اور وہ ترجمہ حتی الامکان ان تمام تفاسیر کا احتمال رکھتا ہو، جس

www.idaraghufran.org

طرح اللہ کا کلام رکھتا ہے۔

اور یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ اللہ کا کلام تو قطعی ہے، لیکن اس کی ہر بیان کردہ تفسیر اور مطلب پر اس کی دلالت کا قطعی ہونا ضروری نہیں، بلکہ بعض بیان کردہ تفاسیر اور مطالب ظنی یا اس سے نیچے درجہ کے بھی ہوسکتے ہیں، پس کسی ظنی یا اس سے نیچے درجہ کی چیز میں اللہ کے کلام کو محدود کرنا مناسب نہیں، اوراسی لیے میرے نزدیک ترجمہ میں حتی الامکان ان امور کی رعایت بہت اہم ہے، اوراس سلسلہ میں کئی ترجموں میں کمزوری پائی جاتی ہے۔

اثباتِ حرام کے لیے تکلف اور جدو جہد

(4ربیع الااول1439ہجری)

فرمایا کہ علماء وفقہاء میں یہ مسئلہ زیرِ بحث آیا ہے کہ اللہ کی پیدا کردہ اشیاء اور مخلوق میں اباحت وحلت اور طہارت اصل ہے، یا حرمت ونجاست وغیرہ اصل ہے؟

لیکن بہت سے حضرات نے ترجیح اس کو دی کہ اشیاء کے اندر حلت وو اباحت کا ہونا اصل ہے، ہمارا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے، جس کے دلائل زیادہ قوی اور مستحکم ہیں۔

اور امت کا تعامل بھی اسی پر ہے، بلکہ اس کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں زندگی گزارنا مشکل ہے۔

مثلاً میں نے پاک سمجھ کر کپڑے پہن رکھے ہیں، جن کو پہن کر میں نماز بھی پڑھتا ہوں، لیکن میرے پاس ان کے پاک ہونے کی دلیل نہیں ہے، بغیر دلیل کے ہی میں نے ان کو پاک سمجھ رکھا ہے، کیونکہ اصل اشیاء میں حلت واباحت ہے، اسی طرح میرے سامنے روزمرہ کھانے پینے کی مختلف اشیاء آتی ہیں، جن کو میں تحقیق وجستجو کے بغیر استعمال کرتا ہوں، کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت وحلت ہے۔

اسی طرح آپ اگر تاجر ہیں اور آپ کے پاس کوئی شخص خریداری کرنے کے لیے آتا ہے، یا آپ کو کوئی مسلمان کھانے پینے کی چیز پیش کرتا ہے، تو آپ دلیل کے بغیر اس کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرتے ہیں، اور بے دھڑک کھاتے پیتے ہیں، اوراس کے حلال وحرام ہونے کی تحقیق وجستجو میں نہیں پڑتے، جس کا احادیث میں بھی ذکر آیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے

یہاں جائے، اور وہ اس کو کوئی کھانا کھلائے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا کھانا کھالے، اور اس سے اس کے (حلال وحرام کے) متعلق کھود کرید نہ کرے، اور اگر کوئی چیز پلائے تو اسے چاہئے کہ اُس چیز کو پی لے، اور اس کے متعلق (حلال وحرام ہونے کی) کھود کرید نہ کرے۔ [1]

مگر افسوس کہ آج بہت سے اہلِ علم حضرات کو بھی شریعت کی ان بنیادی تعلیمات کی طرف توجہ نہیں، اور وہ خوامخواہ ہر چیز کے اندر، خاص طور پر مشتبہ چیز میں حلال اور طہارت کی دلیل کے متلاشی رہتے ہیں، اور اس کی تحقیق وجستجو میں بہت محنت وجدوجہد کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں، اس مقصد کے لیے بڑے بڑے اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں، مگر ''مرض بڑھتا گیا، جوں جوں دوا کی'' والی کہاوت صادق آتی ہے۔

عام طور پر مشتبہ چیز کی تحقیق وجستجو کے نتیجہ میں اس طرح کا مسئلہ منقح اور صاف نہیں ہوتا، جس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں، جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے'' ایسی صورت میں ان سے بچنے میں احتیاط ہے، اور احتیاط کی خلاف ورزی حرام نہیں کہلاتی۔

اگر کسی کو زیادہ ہی احتیاط مطلوب ہے، تو اسے چاہیے کہ مشتبہ چیز کو ترک کردے۔ [2]

اور اگر دوسرا مشتبہ چیز کو اختیار کرتا ہے، تو اس پر نکیر نہ کرے، خاص طور پر جبکہ وہ عامی شخص ہو، اور وہ چیز بھی ایسی ہو، جس میں ابتلائے عام ہو۔

اور اس طرح کی مشتبہ چیزوں میں عام طور پر فقہی اختلاف بھی رونما ہوجاتا ہے، اگر ایک فقیہ کی تحقیق

---

[1] إذا دخل أحدكم على أخيه المسلم، فأطعمه طعاما، فليأكل من طعامه، ولا يسأله عنه، وإن سقاه شرابا من شرابه، فليشرب من شرابه، ولا يسأله عنه (مسند احمد، رقم الحديث ٩١٨٤)

[2] سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ: كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهٗ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ (بخارى، رقم الحديث ٥٢، كتاب الايمان، باب فضل من استبرأ لدينه)

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، فَدَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ (المعجم الصغير للطبرانى، رقم الحديث ٣٢، ج ١ ص ٤١، باب الالف)

قال الهيثمي: وإسناد الصغير حسن (مجمع الزوائد، رقم الحديث ٦٣٠٧، باب اجتناب الشبهات)

www.idaraghufran.org

میں وہ چیز اجتہادی طور پر حرام وناجائز کے ساتھ لاحق ہوتی ہے، تو دوسرے کے نزدیک حلال وجائز کے ساتھ لاحق ہوتی ہے، اور یہ اختلاف بھی عوام کی سہولت کے لیے رحمت بن جاتا ہے۔

لہٰذا ایسے امور میں سختی کرنا مناسب نہیں، فقہائے کرام نے بھی اس سے منع کیا ہے۔

اور ویسے بھی شریعت کا مزاج اس قسم کے تکلفات میں پڑنے کا نہیں ہے۔ [1]

مذہبی انتہاء پسندی اور اس کے نتائج

(10 ربیع الاول 1439 ہجری)

فرمایا کہ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت ہمارے یہاں کچھ عناصر کی طرف سے مذہبی انتہاء پسندی کا معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات ہماری ریاست بھی خطرہ میں پڑ جاتی ہے، ورنہ انتشار وافتراق اور جانی ومالی نقصانات تو آئے دن کا معمول بن گئے ہیں۔

بعض عناصر کے مذہبی انتہاء پسندی کے واقعات کی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے تشخص پر بھی آنچ آتی ہے، اور ملک کا معاشی نقصان الگ ہوتا ہے۔

غرضیکہ مذہبی انتہاء پسندی اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے واقعات کے نقصانات بہت زیادہ ہیں، جن کو مختصر وقت میں بیان کرنا مشکل ہے۔

---

[1] وأما المشتبهات فمعناه أنها ليست بواضحة الحل ولا الحرمة فلهذا لا يعرفها كثير من الناس ولا يعلمون حكمها وأما العلماء فيعرفون حكمها بنص أو قياس أو استصحاب أو غير ذلك فإذا تردد الشيء بين الحل والحرمة ولم يكن فيه نص ولا إجماع اجتهد فيه المجتهد فألحقه بأحدهما بالدليل الشرعي (شرح النووى على مسلم، ج ١١ ص ٢٧، ٢٨، كتاب البيوع، باب أخذ الحلال وترك الشبهات)

فإذا تردد الشيء بين الحل والحرمة ولم يكن نص ولا إجماع اجتهد فيه المجتهد وألحقه بأحدهما بالدليل الشرعي، فالمشتبهات على هذا في حق غيرهم وقد يقع لهم حيث لا يظهر ترجيح لأحد الدليلين، وهل يؤخذ في هذا المشتبه بالحل أو الحرمة أو يوقف؟ وهو كالخلاف في الأشياء قبل ورود الشرع، والأصح عدم الحكم بشيء لأن التكليف عند أهل الحق لا يثبت إلا بالشرع، وقيل الحل والإباحة، وقيل المنع، وقيل الوقف .وقد يكون الدليل غير خال عن الاحتمال فالورع تركه(إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى، للقسطلانى، ج ١، ص ١٤٣، باب فضل من استبرأ لدينه)

المختار أن الأصل الإباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية اهـ (رد المحتار على الدر المختار، ج ١ ص ١٠٥، كتاب الطهارة، مطلب المختار أن الأصل فى الأشياء الإباحة)

دوسری طرف قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ کوئی فریق یا جماعت اپنے آپ کو مذہبی انتہاء پسندی کا شکار سمجھنے کے لیے تیار نہیں، بلکہ ہر ایک اپنے مقابلہ میں دوسری جماعت یا دوسرے فریق کو مذہبی انتہاء پسندی کا الزام عائد کرنے اور اپنے آپ کو اعتدال پسند کہلوانے میں مصروف ہے۔

اور تیسری قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مذہبی انتہاء پسندی کی نشاندہی کرنے اور اس کی اصلاح کی طرف ہمارے مصلحانِ قوم کی بھی توجہ نہیں، بلکہ بہت سے مقتداء وپیشوا حضرات خود برسرِعام مذہبی انتہاء پسندی کے خلاف تعلیم و تربیت دینے کے بجائے انتہاء پسندی کی تعلیم و تربیت دینے میں مصروف ہیں، اگرچہ وہ اپنے آپ کو معتدل اور غیر انتہاء پسند کیوں نہ سمجھتے اور قرار دیتے ہوں۔

چوتھی قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اگر کسی اللہ کے بندہ کو مذہبی انتہاء پسندی کی طرف توجہ دلانے اور اس کو ترک کرانے کی توفیق ہوتی ہے، تو اس بے چارہ کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے، اور بعض اوقات اپنے تربیت یافتہ انتہاء پسندوں کو اس کے خلاف چڑھ دوڑایا جاتا ہے۔

اس میں عوام کے اس طبقہ کا بھی بڑا ہاتھ ہے، جو اپنے مذہب اور دین کے مفہوم کو محدود و انتہاء پسندوں کے رحم وکرم پر چھوڑے رکھتا ہے، اور اس سے ذرہ برابر ہٹنے اور تحقیق یا نظرِ ثانی کے لیے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اصلاح اور اعتدال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

علمائے سوء کی بہتات وکثرت

(15 ربیع الاول 1439 ہجری)

فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں علمائے سوء کی بہتات وکثرت ہے، جن کی وجہ سے عام مسلمانوں کے دین کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے، اور خود علمائے حق بھی ان کی وجہ سے بدنام ہو رہے ہیں، بلکہ ان علمائے سوء کے کردار اور طرزِ عمل کی وجہ سے اب ہمارے عام معاشرہ میں عالم اور مولوی اور اس سے بڑھ کر مفتی کی کوئی عزت اور وقعت نہیں رہی۔

اور حد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کو علماء ومفتیانِ کرام کے نام سے ہی چڑ ہو گئی ہے۔

اور اس صورتِ حال کے پیدا ہونے میں علمائے سوء کے کردار کا بہت بڑا دخل ہے۔

اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ جتنی ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کے دلوں میں علمائے کرام کی

عظمت واحترام کو پیدا کیا جائے، اتنی ہی ضرورت بلکہ اس سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ علمائے کرام کی صحیح تعلیم وتربیت کی جائے، ان میں دین کا سچا جذبہ اور اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، خاص طور پر مال ودولت کی بے جا حرص وہوس سے نفرت دلانے کی کوشش کی جائے، اور اخلاقیات کو بہتر بنانے پر زور دیا جائے، اور علمائے کرام ومفتیانِ عظام کے نام سے جو علمائے سوء کالی بھیڑوں کی شکل میں جماعتِ علماء کے اندر داخل ہوگئے ہیں، اس طرح کے لوگوں کی کسی مسلک کی تفریق کے بغیر حوصلہ شکنی کی جائے، اور ان کی نشاندہی کی جائے، تاکہ علمائے حق اور علمائے سوء میں فرق پیدا ہو، اور اہلِ حق اور اہلِ باطل میں التباس واختلاط پیدا نہ ہو۔

مگر افسوس ہے کہ اس کام کی طرف اہلِ علم کے مقتدا حضرات کی خاطر خواہ توجہ نہیں، اور اگر ہے بھی، تو صرف مسلکی حدتک کہ اپنے مسلک کے علماء کو علی الاطلاق اہلِ حق یا علمائے حق، اور دوسرے مسلک کے علماء کو علی الاطلاق اہلِ باطل یا علمائے سوء قرار دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے تقریباً ہر مسلک میں علمائے سوء کی کافی بڑی تعداد موجود ہے، جن سے کوئی مؤاخذہ کرنے اور باز پرس کرنے والا نہیں، بلکہ اب تو یہ حالت ہے کہ علمائے سوء کے کردار کی وجہ سے اگر غیر علماء مثلاً سیاسی یا عوامی لوگوں کو شکایت ہوتی ہے، تو اس جماعت کے علماء تعصب وتحزّب کی خاطر علمائے سوء کی بے جا نصرت وحمایت کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جس سے علمائے سوء کی حوصلہ شکنی کے بجائے، حوصلہ افزائی ہوتی، اور ان کی طرف سے سیئات پر مزید جرأت پیدا ہوتی ہے، اور اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ہر مسلک میں علمائے سوء کی تعداد ومقدار بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

مقالات ومضامین (نظارہ وطن) مفتی محمد امجد حسین

سرزمینِ ہزارہ، دلفریب نظارہ (قسط 3)

پکھل سرکار

ہزارہ کی تاریخ پر انیسویں صدی کے وسط میں درانی اور سکھ عہد کے اختتام اور انگریزی عہد کے آغاز پر بزبانِ فارسی ایک قابلِ قدر کتاب لکھی گئی، لکھنے والے مہتاب سنگھ تھے۔ [1]

اور اس دستاویزی کتاب کا پورا نام "تاریخِ ہزارہ بعہد سرکار انگریزی دولت مدار و جنگ خرد برد سنگھاں و درانیاں" ہے، اس کا قلمی نسخہ (جس کو کہنا چاہیے، نادر و نایاب بھی تھا اور گمنام بھی) ڈاکٹر شیر بہادر پنی مرحوم کی دریافت ہے، اور اس کا اردو ترجمہ بھی آپ ہی کا کارنامہ ہے، آپ نے اس کتاب کو اور اس کتاب کے مواد کو اپنی تاریخِ ہزارہ میں سمو دیا ہے، مہتاب سنگھ نے ہزارہ کے الگ الگ حصوں کا محل وقوع، جغرافیائی و طبعی حالات، پیداواروں اور وہاں کے باشندوں کے احوال کو بیان کیا ہے، مثلاً کیفیت ملک گھکھڑ (خانپور) ملک پکھلی، ملک تنول، ملک تربیلہ، ملک گندگر وغیرہ کے تحت ہر علاقہ کا تعارف دیا ہے، جس سے اس زمانے میں ان علاقوں کی حدود اور تقسیم واضح ہوتی ہیں، اس وقت قوموں اور قبیلوں، ذاتوں کی بنیاد پر علاقوں کی تقسیم تھی، بعد میں انگریزی عہد میں

---

[1] مہتاب سنگھ متحدہ ہندوستان کے صوبہ جات متحدہ (یعنی صوبہ یوپی) کے شہر کانپور کا باشندہ تھا، 1818ء کے لگ بھگ لاہور سکھ دربار میں تلاش معاش کے سلسلہ میں پہنچا، مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا، بلکہ اس کے عروج کا عہد تھا، پانچ برس رنجیت سنگھ کے ولی عہد کنور کھڑک سنگھ کے دربار سے وابستہ رہا، مزید سال بھر بعد ہزارہ پہنچا، انہی سالوں میں ہزارہ پر سکھوں کا تسلط قائم ہوا تھا، مہتاب سنگھ ہزارہ کے سکھ حاکم ہری سنگھ نلوہ (ہری پور اسی کے نام پر ہے، جو اس وقت ہری کشن گڑھ سے موسوم کیا گیا تھا، یہاں اس نے قلعہ بنا کر اور فوج رکھ کر اپنا مرکزِ حکومت بنایا تھا) کے دربار میں پہنچا، دفتری امور اس کے سپرد ہوئے، یعنی محکمہ دیوان میں منشی ہوا، جس کو آج کل کلرک کہتے ہیں، 25 سال اس نے یہاں گزارے، 1849ء میں جب یہاں انگریزوں کے قدم جمے (16 اپریل 1849ء کو فرنگی راج کا ہزارہ میں آغاز ہوا، سکھ، درانی اور ملکی لوگوں کے ساتھ بڑی خونریز جنگوں کے بعد فرنگی اقتدار قائم ہوا) تو مہتاب سنگھ انگریز حکام میجر جیمس ایبٹ (James Abbott) (جو ہزارہ کا پہلا انگریز ڈپٹی کمشنر (1849ء تا 1853ء) تھا، ایبٹ آباد اسی کے نام پر ہے، موجودہ ایبٹ آباد کو ایبٹ نے اپنا صدر مقام بنا کر آباد کرایا تھا، سرکاری دفاتر بنائے تھے، جیمس ایبٹ کے بعد میجر ایڈورڈ (Major Edward) اس کا جانشین ہوا، اس نے اس علاقہ کو ایبٹ آباد کا نام دیا) اور میجر چیمبرلین (پہلا مہتمم بندوبست ہزارہ) سے وابستہ ہوا، اور چیمبرلین (Chamberlain) کی خواہش پر ہی اس نے ہزارہ کے جغرافیہ اور عہدِ ماضی کی تفصیلات انگریز حکام کو فراہم کرنے کے لیے یہ دستاویز تیار کی۔ امجد۔

www.idaraghufran.org

ضلع، تحصیل، تھانہ وغیرہ کی بنیاد پر انتظامی تقسیم کا سلسلہ چلا، جواب بھی رائج ہے، اس سے اس پرانی تقسیم کی اہمیت ختم ہوگئی، پچھلی صدی کے اواخر میں جب عالمی گاؤں (Global Village) کا تصور اور عمل کاری سامنے آئی، تو دنیا مزید سمٹ گئی، اور علاقائی تقسیم کی سابق اہمیت نہ رہی، ملک کی انتظامی تقسیم کا ایک نظام وہ بھی تھا، جو مغلیہ سلطنت کے تحت برصغیر میں رائج رہا، جو مغلِ اعظم اکبر نے قائم کیا تھا، ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں اس کو مفصل بیان کیا ہے، اکبر کے اس نظام کے تحت سلطنت 12 صوبوں میں منقسم تھی (بعد میں برار، خاندیس وغیرہ کی فتح پر تین صوبوں کا اضافہ ہوا) ہر صوبے کے تحت سرکاریں ہوتی تھیں، جیسے انگریز عہد سے صوبہ کے تحت کمشنری یا ڈویژن کی تقسیم ہوتی ہے، ایک صوبہ میں کئی ڈویژن ہوتے ہیں، سرکار کے تحت پرگنے ہوتے تھے، جو موجودہ تقسیم میں ضلع کے متراف ہے، اور محال ہوتے تھے، جس کو تحصیل کے درجہ میں سمجھنا چاہئے، صوبہ لاہور کی جو حدود اکبر کے عہد میں تھیں، اس میں ملتان سے ادھر سارا پنجاب داخل تھا اٹک تک، پنجاب کے پانچوں دریا، ستلج، چناب، راوی، جہلم، سندھ کے درمیان کے دوآبے، جالندھر، باری، رچنا، سندھ ساگر وغیرہ اس میں شامل تھے، سندھ ساگر دوآبہ موجودہ پوٹھوار (دریائے جہلم تا دریائے سندھ اٹک تک) پر مشتمل تھا، آئینِ اکبری میں دیے ہوئے نقشے کی رُو سے سندھ ساگر دوآبہ ایک سرکار تھا، اور اس سرکار میں بیالیس محال تھے، ہر محل میں آباد قوم، افراد شماری (آبادی) اہم پیداواریں اور حکومتی محصول کی مقدار سب بیان کیے گئے ہیں، ہزارہ قارلق اور ہزارہ گوجراں کو سندھ ساگر دوآبے کے دو محال آئین اکبری میں بیان کیا گیا ہے، اس طرح تربیلہ کو بھی سندھ ساگر دوآبے کا ایک محل ذکر کیا گیا ہے، جبکہ پکھل کو پکھل سرکار کے نام سے الگ سرکار شمار کیا گیا ہے۔

میرا خیال ہے مغلیہ پورے عہد میں، پھر درانیوں (احمد شاہ ابدالی کے خاندان کی پون صدی پر مشتمل حکومت جو کابل وقندھار سے کشمیر، ہزارہ، پشاور، سوات تک اور پنجاب پر مشتمل تھی) اور پھر سکھوں کے عہد (ہزارہ میں سکھ عہد 1819ء تا 1849ء ہے) کے ختم تک پکھل سرکار باقی ہزارہ کے ساتھ مستقل حیثیت سے شمار ہوتا رہا، جو اپنی ایک پہچان رکھتا تھا، ہم ذیل میں مہتاب سنگھ کے بیان کردہ پکھل سرکار کے جغرافیے، محل وقوع اور تشکیلی یونٹوں کے مطابق پکھل کا حال لکھتے ہیں۔

"ملک پکھلی سواتی قوم کی ملکیت ہے۔ [1]

یہ افغان ہیں، سوات سے آ کر اس ملک پر قابض ہوئے، پکھلی بہت سیر حاصل اور سرد ملک ہے، آب وہوا اچھی لیکن ساون بھادوں (اگست تا ستمبر) میں جب چاول کے خوشے نکلتے ہیں، یہاں بخار میں لوگ مبتلا ہوجاتے ہیں، موضع شنکیاری پکھلی کا صدر مقام ہے، یہاں بازار ہے، جہاں

---

[1] سواتیوں کی تاریخ کے بارے میں تاریخی بیانات میں اختلاف ہے، تفصیلات کے لیے تواریخ حافظ رحمت خانی، مخزنِ افغاناں، تاریخ ہزارہ ارشاد خان کی اور ڈاکٹر شیر بہادر پنی کی بھی، نیز دائرۃ المعارف کے متعلقہ مادے ملاحظہ کرنا چاہئیں۔
قدر مشترک کے طور پر جو ہمیں سمجھ آیا ہے یہ ہے، غزنویوں کے زوال پر چھٹی صدی ہجری میں جب غوری ابھرے، اور سلطان شہاب الدین غوری نے دلی واجمیر فتح کر کے شمالی ہند میں اسلامی حکومت کا آغاز کیا، تو اس دور میں سواتیوں کے اجداد اسلامی لشکر کا حصہ تھے، جو سوات باجوڑ کے علاقوں میں آ کر رہ بس گئے، اور قوتِ بازو سے ہندوؤں کو بے دخل کیا، تین سو سال بعد جب مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر فتوحات کرتا ہوا ادھر آیا، تو ان لوگوں نے اس کی اطاعت قبول نہ کی، بابر نے ان کو شکست دے کر میدانوں سے پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا، اور ادھر ادھر منتشر کر دیا، آہستہ آہستہ یہ لوگ شانگلہ، تورغر وغیرہ دروں سے پکھل میں بھی بود وباش اختیار کرتے رہے، ترکوں کا اقتدار یہاں مضبوط تھا، 1707ء سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کا سال ہے، اس کا مرنا تھا کہ برصغیر کی وسیع اسلامی سلطنت طوائف الملوکی کی زد میں آئی، جس کا اثر سب صوبوں اور دور دراز کے علاقوں پر بھی پڑا، اس وقت گلی باغ پکھل میں سلطان محمود دوئم حکمران تھا، جو آخری ترک حاکم ثابت ہوا، اسی دوران بنیر سوات سے سید جلال بابا جو سوات والے پیر بابا سید علی غواص ترمذی رحمہ اللہ (م 991ھ/ 1583ء، جن کا مزار مرجع خلائق ہے) کی چوتھی پشت میں تھے، اس وقت ان کی جوانی تھی، بزرگوں کی اولاد، عام وخاص میں مقبول اور نیک پارسا شخص تھے، یہ ایک اور بزرگ کے ہمراہ بنیر سے کشمیر جانے کے لیے نکلے، راستہ میں پکھلی گلی باغ پہنچے، اہلِ سیر نے اس کی پوری تفصیلات لکھی ہیں، مختصر یہ کہ بعضوں کی وساطت سے پیر بابا کی اولاد ہونے اور بزرگ ہونے کی حیثیت سے سلطان محمود کے دربار میں پہنچے، سلطان محمود ان سے متاثر اور ان کا معتقد ہوگیا، وہیں یہ رہ گئے، آہستہ آہستہ سلطان کے اتنے منظورِ نظر ہوگئے کہ بادشاہ نے ان (سید جلال) کو داماد بنالیا۔
بادشاہ نے بھوگڑ منگ کا پورا درّہ بیٹی کو جہیز اور داماد کی رہائش اور گزارے کے لیے دیا (بھوگڑ منگ اصل میں بوچھڑ تھا، جو ان کی زبان میں جہیز کو کہتے تھے، سید جلال بابا کی قبر موجودہ بھوگڑ منگ کے سامنے روڈ سے نیچے دریائے سرن سے اوپر ہے، اور سواتیوں کا مرکزِ عقیدت رہا ہے) سید جلال چونکہ پیر بابا کی اولاد تھے، سید تھے، بزرگ تھے، وجاہت اور صلاحیتوں والے تھے، سارا علاقہ ان کا معتقد اور حلقہ بگوش ہوگیا، سلطان کو اپنے مشیروں کے کہنے سے یا خود سید جلال سے اپنے اقتدار کے لیے خطرے کی بو محسوس ہوئی، وہ ان کے قتل کے درپے ہوا، یہ بچ کر بھاگ نکلے، بنیر سوات میں اور ادھر ادھر سواتی جو منتشر تھے، سید جلال نے ان کو پکھل پر حملہ کرنے، ترکوں کو نکالنے اور اس علاقہ پر قابض ہوکر باہم تقسیم کرنے یا فتوحات وغنائم میں سے حصہ ملنے کی ترغیب دے کر اپنے ساتھ ملایا، اور لوگ ویسے بھی پیر بابا کے خاندان کے معتقد تھے، سید جلال کا پکھل جانے سے پہلے یہاں اثر رسوخ تھا، اس لیے ان کی سرگردگی میں سواتیوں کا لشکر شانگلہ کی طرف سے دریائے سندھ پار کر کے تھاکوٹ میں داخل ہوا، جہاں ترکوں کا قلعہ تھا، اور جو پکھل سرکار کی آخری حد تھی، یہاں ترکوں کو شکست دے کر قلعہ پر قابض ہوکر وہ آگے بڑھے، جنگ وجدل سے بھی اور مختلف جنگی چالوں سے بھی انہوں نے پورے علاقے میں خوف وہراس پیدا کر دیا، ترک جو حکمران تھے، لیکن باہر سے آیا ہوا ایک اقلیتی گروہ تھا، وہ سواتیوں کے ٹڈی دل کے سامنے کہاں تک ٹھہرتا، نتیجتاً تتر بتر کر دیے گئے، جس کے جہاں سینگ سمائے، ادھر بھاگ نکلا، اس طرح گلی باغ سے ترک تخت وتاج کا خاتمہ ہوا، سید جلال نے پھر حسبِ معاہدہ پکھل کے مختلف حصے کر کے مختلف ساتھ آنے والے خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیے۔
سواتیوں کا علاقہ کو قبیلہ وار تقسیم کرنا، حصوں کی تعیین، خانگی کا نظام قائم کرنا اور ایک قبائلی سسٹم تشکیل دے کر یہاں تسلط قائم کرنا ان سب چیزوں کی بڑی دلچسپ تفصیلات ہیں، جو مذکورہ تاریخوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ امجد۔

کوہستان سے گھی آکر بکتا ہے، اور پشاور تک کے بیوپاری یہاں سے لے جاتے ہیں۔

پکھلی تین علاقوں پر مشتمل ہے (1) مانسہرہ (2) بھیر کنڈ (3) تین کوہستانی درے، یعنی درّہ کاغان، درّہ بھوگڑ منگ، درّہ اگرور۔

درّہ کاغان

دریائے کنہار کاغان پائیں سے نکل کر بالاکوٹ سے ہوتا ہوا گڑھی سعادت خان (موجودہ نام گڑھی حبیب اللہ) کے قریب دریائے جہلم میں جا گرتا ہے۔ دریائے کنہار کے مشرقی طرف کا پہاڑ سواتی قوم (پکھلی) اور مظفر آباد (کشمیر) کی حد ہے، درّہ دریائے کنہار (وادی کاغان) کی لمبائی جنوب سے شمال تک 15 کوس ہوگی (ایک کوس کو 9 کلومیٹر کا شمار کریں، تو 15 کوس 135 کلومیٹر بنتے ہیں)

درّہ بھوگڑ منگ

اس کے شمال میں دریائے سرن بہتا ہے، جو اچھڑیاں، دھڑیال تک دس کوس ہوگا، سرن کے دونوں اطراف اونچے پہاڑ ہیں، جہاں بھی پہاڑوں کے درمیان کچھ زمین ہے، اس جگہ چند گھر آباد ہیں، زمین بارانی ہے، لہٰذا چاول اور مکئی پیدا ہوتے ہیں، ربیع کی فصل تینوں درّوں کاغان، بھوگڑ منگ اور اگرور میں کم ہوتی ہے، سردیوں میں سب زمیندار اور گوجر مال مویشی لے کر پہاڑوں سے نیچے آجاتے ہیں، اور گرمیوں میں واپس چلے جاتے ہیں، اس علاقے میں آبادی کم ہے۔

درّہ اگرور

اس درّہ کے چاروں طرف پہاڑ ہیں، ان پہاڑوں کے دامن میں چند گاؤں آباد ہیں، شیر گڑھ تک اگرور کی حد ہے، شیر گڑھ ملک تنول کی سرحد پر ہے، یہاں تنول کے رئیس جاگیردار جہانداد خان کا قلعہ ہے، اور اسی قلعہ میں اس کا تھانہ بھی ہے۔

نالہ سرن، نالہ مانگل

نالہ سرن درّہ بھوگڑ منگ سے نکلتا ہے (پوری پکھل سے گزر کر) تنول میں داخل ہوتا ہے (پکھل

کے اواخر میں) بھیر کنڈ سے گزر کر موضع پھوہار بھیڑ (تنولیوں کا علاقہ) میں نالہ مانگل بھی اس میں آملتا ہے، جو جدونوں کے علاقوں میں (ایبٹ آباد) مانگل وغیرہ سے گزر کر آتا ہے (ملک تنول میں) لساں نواب، مڑبفہ کے نیچے سے شمال سے جنوب کی طرف بہتا ہوا بھاروکوٹ سے گزر کر اس کا رُخ مغرب کی طرف ہو جاتا ہے، اور آگے تربیلہ کے پاس دریائے سندھ میں جا گرتا ہے۔

نالہ سرن شنکیاری سے گزر کر ڈھوڈیال (اوربفہ) کے کھلے میدان میں پہنچتا ہے، موضع خاکی تک (اس پورے میدان میں جہاں آر پار زرخیز زمینیں اور آباد شاداب گاؤں ہیں) ان سب زمینوں کو نالہ سرن سیراب کرتا ہے، جس میں یہاں مقامی چاول کی عمدہ فصل بہت بڑی مقدار میں حاصل ہوتی ہے (اور اب سبزی بھی بڑے پیمانے پر اگائی جاتی ہے)''

یہ مہتاب سنگھ کے مندرجات کا خلاصہ تھا، جو ہم نے اپنے الفاظ میں کیا ہے، اور بریکٹوں کی مدد سے مزید وضاحت کی کوشش کی ہے۔

(جاری ہے.........)

051-4455301
051-4455302

Sweet Palace

سویٹ پیلس

SWEET PALACE

Satellite Town plaza, 4th B Road,
Commercial Market, Satellite Town,
Rawalpindi. (Pakistan)

بسلسلہ:تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الاول ۷۵۲ھ: میں حضرت سراج الدین عمر بن محمد بن علی بن فتوح دمنہوری مقری مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۲ ص ۲۵۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۵۸ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن مظفر بن ابی محمد بن مظفر بن بدر نابلسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی ج ۱ ص ۵۲۷،ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۴۰۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۶۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن علی بن ابی بکر بن بحتر بن خولان صالحی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۳۴۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۶۱ھ: میں حضرت نجم الدین ایوب بن موسیٰ بن عباس راشدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۴۸۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۶۳ھ: میں حضرت ابوامامہ محمد بن علی بن عبدالواحد بن یحییٰ بن عبدالرحیم مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص ۱۳۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۶۵ھ: میں حضرت عبداللہ بن محمد بن احمد بن خلیف بن عیسیٰ بن بدر بن عساس بن یوسف انصاری خزرجی عبادی سعدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۲ ص ۵۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۶۷ھ: میں حضرت جمال الدین احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن الیاس بن خضر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۷۲ھ: میں حضرت ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن حماد دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۴۳۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۷۷۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم بن یوسف عثمانی دیباجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص ۱۱۳)

www.idaraghufran.org

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۷۶ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن عبداللہ واسطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص ۱۲۰)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۷۷ھ: میں حضرت کمال الدین ابوالفضل عمر بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن حلبی عجمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(طبقات الشافعية لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص ۱۰۹)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۷۸ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابی بکر بن عز احمد بن عبدالحمید بن عبدالہادی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۳۰۰)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۷۹ھ: میں حضرت کمال الدین ابوحفص عمر بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبداللہ بن محمد کرابیسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ ص ۲۳۴)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۸۱ھ: میں حضرت ابوبکر بن محمد بن احمد بن ابی غانم بن ابی الفتح انصاری حلبی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ ص ۳۵۱)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۸۶ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن علی بن منصور دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۱۹۱)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۸۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن شجرۃ بن محمد تدمری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابنِ قاضی شهبة، ج۳ص ۱۶۲)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۹۴ھ: میں حضرت محی الدین یحیٰ بن یوسف بن یعقوب بن احمد بن یحیٰ بن زغب رحبی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ ص ۳۱۱)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۹۴ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبدالغالب بن محمد بن عبدالقاہر بن محمد بن ثابت بن عبدالغالب انصاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج ۱ ص ۳۳۷)

☐...... ماہِ ربیع الاول ۷۹۹ھ: میں حضرت زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد بن مبارک بن حماد بن ترکی غزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ،ج۲ ص ۷۶)

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط: 27) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے شیوخ واساتذہ (آخری حصہ)

(25)......سفیان ثوری

سفیان ثوری ایک مشہور بزرگ تابعی ہیں، پورا نام ”سفیان بن سعید بن مسروق ثوری“ ہے، ”ابو عبداللہ“ کنیت تھی، آپ ”**شیخ الاسلام، امام الحفاظ، سید العلماء العالمین فی زمانه، امیر المومنین فی الحدیث** “ کے لقب سے مشہور اور انتہائی متقی شخصیت تھے، کوفہ کے رہنے والے تھے، اور مجتہد تھے۔

آپ کی ولادت 97 ہجری میں ہوئی، آپ کے والد ”سعید بن مسروق“ بھی ایک مشہور محدث و تابعی ہیں، سعید بن مسروق کا شمار امام شعبی رحمہ اللہ کے اصحاب اور کوفہ کے ثقہ حضرات میں ہوتا ہے، والد بزرگوار کی محنت اور محبت سے طلبِ علم کی طرف راغب ہوئے۔ [1]

آپ کی مشہور تصانیف ”**الجامع الکبیر** “اور ”**الجامع الصغیر**“(**فی الحدیث**) ہیں، اور اسی طرح ”**تفسیر سفیان الثوری** “اور **کتاب الفرائض** (یعنی **علم المیراث**) سے متعلق بھی ایک کتاب آپ کی طرف منسوب ہے، وفات کا سال 161 ہجری ہے۔

امام صاحب سے نسبت

سفیان ثوری دراصل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہم عصر بزرگ شخصیت تھے، اور آپ کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کرنا، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا آپ سے حدیث روایت کرنا، دونوں کا ذکر کتبِ سیر وتواریخ اور حالات میں ملتا ہے، یعنی ان دونوں حضرات کو ایک دوسرے کے ہم عصر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے لیے استاذ وشاگرد ہونے کی دونوں نسبتیں حاصل ہیں۔

[1] (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۴۵، سير اعلام النبلاء، ج۷، ص ۲۲۹)

www.idaraghufran.org

چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے حالات میں بکثرت ملتا ہے کہ آپ سے روایت کرنے والوں میں ابنِ عجلان، ابوحنیفہ، ابن، جریج اور مسعر بن کدام رحمہم اللہ کا نام شامل ہے، اور یہ حضرات آپ کے شیوخ میں سے ہیں، اور یہ کہ سفیان ثوری جن سے روایت کرتے ہیں، ان میں حماد بن سلمہ بن دینار، ابوحنیفہ، شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، معمر بن راشد، یحییٰ بن سعید قطان رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں۔ [1]

(26)......ابنِ شہاب زہری

امام ابنِ شہاب زہری فقہ وحدیث میں مشہور امام وتابعی شمار ہوتے ہیں، آپ کا پورا نام ''محمد بن مسلم شہاب زہری'' ہے، ابوبکر کنیت ہے، ''ابنِ شہاب زہری'' یا ''ابنِ شہاب'' اور بعض دفعہ صرف ''زہری'' کے لقب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے، اور انہی تین ناموں سے آپ اہلِ علم حضرات میں مشہور ہیں، اور آپ کے نام کے ساتھ ''زہری'' آپ کی خاندانی نسبت کے طور پر ہے، اور یہ نسبت ''زھرۃ بل کلاب بن مرۃ'' کی طرف منسوب ہے، جو کہ قریش کا ایک مشہور قبیلہ ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا تعلق بھی اسی سلسلہ سے ہے۔ آپ مدینہ کے رہنے والے تھے، اور پھر بعد میں شام کی طرف تشریف لے گئے، آپ کا شمار بزرگ

---

[1] سفیان ثوری چونکہ امام صاحب کے ہم عصر اصحاب میں سے بھی تھے، اس لیے دونوں بزرگوں کے ہوتے ہوئے، آپ کے تلامذہ اور دیگر اہلِ علم حضرات اپنی علمی پیاس خوب بجھایا کرتے تھے۔

چنانچہ مشہور تابعی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث واثر کے بعد اگر کسی معاملہ میں رائے کی ضرورت ہو، تو امام مالک، سفیان ثوری اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ کی رائے زیادہ معتبر ہے، اور ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) ان سب میں زیادہ فقہ جاننے واہے ہیں، وہ دقتِ نظر کے ساتھ فقہ کی تہہ میں پہنچتے ہیں، اور اگر کسی کے لئے یہ مناسب ہو کہ وہ فقہ کے معاملے میں (قرآن وسنت کے بعد) رائے سے بات کرے، تو ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) اس چیز کے زیادہ حقدار ہیں، اور کسی مسئلہ کی بابت ابوحنیفہ اور سفیان ثوری متفق ہو جائیں، تو میں فقہ وفتویٰ اپنے اور اللہ کے درمیان ان کو حجت بناتا ہوں۔

اور فرماتے ہیں کہ اگر اللہ نے مجھے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری سے نہ ملایا ہوتا، تو شاید میں بھٹکا ہوا ہوتا۔

مشہور صوفی بزرگ بشر بن حافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو کسی معاملہ میں آثار وسنن کی ضرورت ہو، تو آپ سفیان ثوری کو لازم پکڑیں، اور اگر ان آثار وسنن میں مدفون مسائل، علل اور حکمتوں کی ضرورت ہو، تو آپ ابوحنیفہ کو لازم پکڑیں۔

اور ایک قول کے مطابق سفیان ثوری، علی بن مسہر کے ذریعہ امام صاحب کے اقوال لیتے تھے، اور انہوں نے اپنی کتاب ''الجامع'' کی تدوین بھی علی بن مسہر سے بحث ومذاکرہ کے ذریعہ کی تھی، اس طرح کی اور بھی کئی واقعات اس مضمون کے ضمن میں پہلے گزر چکے ہیں۔

www.idaraghufran.org

تابعین میں سے ہوتا ہے، آپ نے لگ بھگ 10 صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا اور ان سے استفادہ کیا۔

امام زہری بلند پایہ عالم تھے، آپ نے مدینہ منورہ کے تمام فقہاء خصوصاً ''فقہاء السبعۃ'' کا علم اپنے سینہ میں محفوظ کر رکھا تھا، اور اس طرح آپ شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ فقیہ بھی تھے، خلیفۂ وقت عمرِ ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ''آپ لوگ ابنِ شہاب سے ضرور استفادہ حاصل کریں، اس لیے کہ وہ ماضی کو زیادہ جاننے والے ہیں''۔ آپ کی وفات 124 ہجری میں ہوئی۔

کہا جاتا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے احادیث کو مدوّن کیا، اور اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کے اجتہاد و فقہی مسائل کی بھی تدوین کی، ابوداود فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جو آپ نے مختلف صحابۂ کرام سے خود سماعت فرمائیں، کی تعداد 2200 ہے۔

آپ سہل بن سعد، ابنِ عمر، جابر، انس اور ان کے علاوہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کرتے ہیں۔

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، عطاء بن ابی رباح عمر بن عبدالعزیز (ان دونوں حضرات کا شمارہ آپ کے شیوخ میں بھی ہوتا ہے) ابنِ عیینہ، لیث، اوزاعی، ابنِ جریج اور اس کے علاوہ اور بھی کئی بزرگ تابعین شامل ہیں۔

آپ کی ولادت کا سال 58 ہجری ہے، اور وفات 124 ہجری میں ماہِ رمضان میں ہوئی، آپ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق شام میں ایک گزرگاہ کے قریب کی گئی، تاکہ ہر گزرنے والا شخص آپ کے لیے دعاء کرتا ہوا گزرے۔ [1]

(27)......سماک بن حرب

آپ کا پورا نام ''سماک بن حرب بن اوس بن خالد ذہلی بکری کوفی'' ہے۔

---

[1] والزھری...... ھذہ النسبۃ إلی زھرۃ ابن کلاب بن مرۃ، وھی قبیلۃ کبیرۃ من قریش، ومنھا آمنۃ أم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وخلق کثیر من الصحابۃ وغیرھم، رضی اللہ عنھم (وفیات الاعیان، ج ۴، ص ۱۷۷)

www.idaraghufran.org

آپ نے اسی (80) کے قریب صحابۂ کرام کو پایا، اوران سے علمی فیض حاصل کیا، آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے، آپ کی بینائی چلی گئی تھی، آپ نے اللہ سے دعاء کی، جس سے آپ کی بینائی واپس آ گئی، آپ کے پاس حدیثِ نبوی کا بڑا ذخیرہ تھا، آپ جابر بن سمرہ، نعمان بن بشیر، انس بن مالک اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، امام اعمش، شعبہ، حماد بن سلمہ، سفیان ثوری، اور دیگر حضرات شامل ہیں۔

(28)......عمرو بن شعیب

آپ کا پورا نام ''عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل'' ہے، آپ صحابی رسول عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، اپنے وقت کے امام اور محدث تھے، اور آپ کو ''فقیہ اهل الطائف و محدثهم ''یعنی ''اہلِ طائف کے فقیہ عالم اور محدث'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، آپ مکہ اکثر تشریف لایا کرتے تھے، آپ کی زیادہ تر روایات اپنے والد اور اپنے دادا سے ہیں، کتبِ حدیث میں آپ کی اپنے والد اور دادا سے روایات ان الفاظ میں بکثرت مروی ہیں ''عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده''۔

محدثین اس سلسلۂ سند کو ''اصح الاسانيد ''اور مقبول سلسلہ میں شمار کرتے ہیں، اور حدیث کے باب میں اس سند سے مستنبط مسائل واحکام کو حجت سمجھتے ہیں، اور بعض حضرات اس کو ''سلسلة الذهب'' کی ایک کڑی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ [1]

اور اس کے علاوہ، سلیمان بن یسار، ربیع بن معوذ، حضرت سالم، سعید بن مسیّب، طاوس بن کیسان عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، مجاہد، زہری اور زینب بنت ابی سلمہ اور اسی طرح زینب بنتِ محمد

---

[1] آپ کے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ''عبادلۂ اربعہ'' میں سے ایک ہیں۔
عبادلہ اربعہ سے مراد چار مشہور صحابہ کرام ہیں کہ جن کے نام ''عبداللہ'' سے شروع ہوتے ہیں، جن میں حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے، اور آپ کا شمار ''علماء الصحابة ''میں تھا، آپ کی وفات 65ہجری میں طائف ہوئی، اور بعض کے بقول مصر میں ہوئی۔

بن عبداللہ بن عمرو بن عاص وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں ثابت بنانی، حکم بن عتبہ، ابوحازم، اور آپ کے بھائی شعیب بن شعیب، عباس جریری، عبداللہ بن طاوس، عبداللہ بن لہیعہ، اوزاعی، ابنِ جریج، قتادہ بن دعامہ، مکحول اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ اور بہت سے حضرات روایت کرتے ہیں۔

اور اس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''سلسلة الذهب'' کی دونوں کڑیوں یا پھر ''اصح الاسانید'' کے دونوں سلسلوں ''عن نافع عن ابن عمر'' اور ''عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده'' دونوں سے نسبت حاصل ہے، آپ کی کتاب ''مسند ابی حنيفة'' اور اس کی شروحات میں ان روایات کا ذکر ملتا ہے۔

آپ کی وفات 118 ہجری میں طائف میں ہوئی۔ [1]

(29)......نافع مولیٰ ابنِ عمر

آپ کا پورا نام ''نافع بن مالک بن ابو عامر اصبحی مدنی'' ہے، کنیت ابوعبداللہ ہے، مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، اور امام مالک رحمہ اللہ کے چچا بھی ہیں، مشہور تابعی، فقیہ اور محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، جنہیں بعد میں حضرت عبداللہ نے آزاد کردیا تھا، اس لیے آپ مولیٰ ابن عمر بھی کہلاتے ہیں، آپ لگ بھگ 30 سال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے آپ کو، آپ کے بلند مرتبہ اور علم وفضل والا ہونے کی وجہ سے مصر کی طرف بھیجا تھا، تاکہ وہاں کے لوگوں کو آپ سنت کی تعلیم دیں۔

آپ کئی جلیل القدر صحابہ حضرت ابوہریرہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] (مرقاة المفاتيح، ج ۱، ص ۱۷۵، كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر، مصطلح الحديث للعثيمين، ص ۳۸، (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴، ص ۳۳۲، تحت الترجمة: عمرو بن شعيب)

www.idaraghufran.org

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے اپنے بھائی اور امام مالک بن انس، ابنِ شہاب زہری (ابنِ شہاب آپ کے ہم عصر بھی ہیں) سلیمان بن بلال وغیرہم کے نام شامل ہیں۔

جس طرح بخاری کو''اصح الکتب'' کہا جاتا ہے، محدثین کے نزدیک''مالک عن نافع عن ابن عمر'' کو اصح الاسانید کہا گیا ہے۔ کما تقدم۔ [1]

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس سند سے بھی نسبت حاصل ہے، کبھی تو آپ امام مالک کے واسطہ سے حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں، اور کبھی بلاواسطہ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں، جس کی تفصیل آپ کی کتاب''مسند ابی حنیفة'' میں ملتی ہے۔

دیگر شیوخ

ان کے علاوہ چند اور نام بھی آپ کے شیوخ واساتذہ کے ملتے ہیں کہ جن سے آپ بلاواسطہ حدیث روایت کرتے ہیں، جو کہ درجِ ذیل ہیں۔

(30)......محمد بن مسلم بن تدرس الاسدی (31)......عطاء بن سائب بن مالک ثقفی کوفی (32)......سہیل بن ابی صالح (33)......ابراہیم بن طہمان (34)......مکحول (35)......ناصح بن عبداللہ ابنِ عبدالرحمٰن (36)......ابوبکر بن عبداللہ

یہ کچھ مختصر نام تھے، جن کا شمار آپ کے شیوخ میں ہوتا ہے، تاہم ان کے علاوہ اور بھی کئی ایسے حضرات ہیں کہ جن سے آپ نے علمی فیض حاصل کیا، جن کی تفصیل کتبِ سوانح وتواریخ میں موجود ہے۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق امام ابوحفص کبیر نے آپ کے اساتذۂ کرام کے نام شمار کرنے کا حکم دیا، حکم کے مطابق شمار کئے گئے حضرات کی تعداد کم وبیش چار ہزار کے قریب تھی، علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے جہاں آپ کے استاذ وشیوخ کے نام ذکر کئے ہیں، وہاں ساتھ ہی اخیر میں ''وخلق کثیر'' کا لفظ بھی لکھا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سے حضرات نے آپ کے بہت سے اساتذۂ کرام کا نام بقیدِ نسب ذکر کیا ہے، جن کی تعداد بعض اقوال کے مطابق ۳۱۹ یا ۲۸۰ بنتی ہے (سیرت ائمہ اربعہ، بتغیّر)

---

[1] قال البخاری أصح الأسانید مالک عن نافع عن ابن عمر (طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۴۷)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط20) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خشک سالی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سنہ ۱۸ ہجری میں عرب میں سخت قحط پھیل گیا، اور لوگ شدید بھوک سے دوچار ہوئے، مسلمانوں کے قافلے مدینہ منورہ کی طرف جارہے تھے، یہ سب لوگ مدینہ منورہ میں امیرُ المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیتُ المال کے خزانوں میں سے ان لوگوں پر خرچ کرتے، یہاں تک کہ بیتُ المال خالی ہوگیا۔ [۱]

روایات میں اس قحط سالی کے لئے ''عامُ الرمادۃ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، ''عامُ الرمادۃ'' اس لئے کہتے ہیں کہ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے زمین کی رنگت سیاہ ہوکر راکھ کے رنگ کے مشابہ ہوگئی تھی، اور بعض اہلِ علم کے بقول اس سال میں ہوائیں مٹی کو راکھ کی مانند اڑاتی تھیں، اس لئے اس سال کا نام ''عامُ الرمادۃ'' رکھا گیا، ممکن ہے کہ اس نام رکھنے کی دونوں وجوہات ہوں۔ [۲]

اس موقعہ پر امیرُ المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اس کا پابند بنالیا کہ وہ گھی اور گوشت استعمال نہ کریں گے، یہاں تک کہ لوگوں سے یہ قحط دُور ہوجائے۔

حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو دودھ اور گھی پسند تھا، آپ کو زیتون کا تیل بھی پسند تھا، لیکن آپ اس سے سیر ہوکر نہیں کھاتے تھے، اس پابندی کی وجہ سے آپ کا رنگ سیاہ ہوگیا، اور آپ کا جسم متغیر ہوگیا، اور آپ کو کمزوری اور ضعف کا خطرہ ہوگیا (البدایۃ والنہایۃ، ج۷،ص۱۰۳،ثم دخلت سنۃ ثمانی عشرۃ)

---

[۱] حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن بن کعب کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہونے والا قحط سالی کا زمانہ سنہ ۱۷ ہجری کے اختتام اور سنہ ۱۸ ہجری کی ابتداء کا تھا (البدایۃ والنہایۃ، ج۷،ص۱۰۳،ثم دخلت سنۃ ثمانی عشرۃ)

[۲] وسميت عام الرمادة لأن الأرض اسودت من قلة المطر حتى عاد لونها شبيها بالرماد. وقيل: لأنها تسفي الريح ترابا كالرماد. ويمكن أن تكون سميت لكل منهما.والله أعلم (البداية والنهاية، ج۷، ص۱۰۳)

www.idaraghufran.org

قحط کے زمانہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی تدبیر

اس قحط کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف تدابیر کیں، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کے مختلف مالدار علاقوں کے امراء کو مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی امداد کی طرف متوجہ کیا، چنانچہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ایک بہت بڑا قافلہ گندم اور دیگر خوراک کے ذخائر کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا، اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ آئے، اور ان کے ساتھ چار ہزار اونٹ خوراک کے ذخائر اُٹھائے ہوئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوراک کے وہ ذخیرے مدینہ کے اردگرد قحط زدہ قبائل میں تقسیم کرنے کا حکم دیدیا (البدایۃ والنہایۃ، ج ۷، ص ۱۰۳، وص ۱۰۴، ثم دخلت سنۃ ثمانی عشرۃ)

قحط زدہ لوگوں میں خوراک کی تقسیم کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ بھی فرما رکھا تھا کہ ہر مالدار مسلمان، قحط زدہ غریب مسلمان کی مدد کرے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْـنَ الْـخَـطَّـابِ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَامَ الرَّمَادَةِ– وَكَانَتْ سَنَةً شَـدِيـدَةً مُـلِـمَّةً، بَـعْدَمَا اجْتَهَدَ عُمَرُ فِي إِمْدَادِ الْأَعْرَابِ بِالْإِبِلِ وَالْقَمْحِ وَالـزَّيْـتِ مِـنَ الْأَرْيَـافِ كُـلِّهَا، حَتَّى بلحتِ الْأَرْيَافُ كُلُّهَا؛ مِمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ – فَـقَـامَ عُمَرُ يَدْعُو – فَقَالَ: " الـلَّهُـمَّ اجْعَلْ رِزْقَهُمْ على رؤوس الْجِبَالِ "فَـاسْتَـجَـابَ الـلَّـهُ لَـهُ وَلِلْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ حِينَ نَزَلَ بِهِ الْغَيْثُ: "الْـحَـمْـدُ لِـلَّـهِ، فَـوَالـلَّـهِ لَوْ أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُفْرِجْهَا مَا تَرَكْتُ بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْـمُـسْـلِـمِينَ لَهُمْ سَعَةٌ إِلَّا أَدْخَلْتُ مَعَهُمْ أَعْدَادَهُمْ مِنَ الْفُقَرَاءِ، فَلَمْ يَكُنِ اثْنَانِ يَهْلِكَانِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَا يقيم واحداً ." (الادب المفرد للبخاری، رقم الحدیث ۵۶۲، باب المواساۃ فی السنۃ والمجاعۃ)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط کے سال میں جو بہت سخت مصیبت کا سال

تھا، دیہات کے لوگوں کی اونٹوں، اور گیہوں، اور زیتون، اور دیگر چیزوں سے خوب مدد فرمائی، یہاں تک کہ دیہات کے لوگ ان کی توجہ کی وجہ سے اچھے حال میں ہو گئے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعاء کی۔

اے اللہ ان کے رزق کو پہاڑوں کے سروں پر پیدا فرمادے، اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء کو خود اُن کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے قبول فرمایا، پھر جب بارش نازل ہوئی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو دُور نہ فرماتا، تو میں مسلمانوں کے گھروں میں سے کسی گھر کو نہ چھوڑتا، جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے، مگر یہ کہ ان کے ساتھ اُن (کے گھر کے افراد کی تعداد) کے مطابق فقراء میں سے بھی داخل کر دیتا، اس طرح سے اس کھانے سے جو ایک آدمی کے لئے کافی ہوتا ہے، دو آدمی ہلاک ہونے سے بچ جاتے (ادبُ المفرد)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تدبیر سے کہ مالدار لوگ قحط زدہ لوگوں کا تعاون اوران کی امداد کریں، قحط زدہ لوگوں کو اس سے فائدہ ہوا، اوران کی تکلیف دُور ہو گئی۔

نیز مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ اگر مذکورہ تدبیر سے بھی قحط زدہ لوگوں کی تکلیف دُور نہ ہوئی، تو ہر مالدار گھرانے پر اُس کے گھرانے کے افراد کی تعداد کے مطابق غریب اور قحط زدہ لوگوں کا تعاون کرنا بھی ضروری کر دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی وجہ یہ تھی کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے، اور دو آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لئے، اور چار آدمیوں کے کھانے کو آٹھ آدمیوں کے لئے کافی قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الاثنين, وطعام الاثنين يكفي الأربعة, وطعام لأربعة يكفي الثمانية (ابنِ حبان، رقم الحديث ٥٢٣٧، ذكر الخبر على الدال على أن يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِقْلَالُ مِنْ

غِذَائِهِ وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ مَعَهُ غَيْرُهُ، إسناده صحيح على شرط مسلم)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کا کھانا دوآدمیوں کے لئے کافی ہے،اوردوآدمیوں کا کھانا چارآدمیوں کے لئے کافی ہے،اور چارآدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہے(ابنِ حبان)

ایک شخص کا قبرِ نبوی ﷺ پر استسقاء کی دعاء کا ذکر

اسی قحط کے زمانہ میں جب مسلمان سخت تکلیف میں مبتلا تھے،تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اسی بے چینی اور کرب میں حاضر ہوئے، بعد میں اس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے ایک پیغام دیا۔

چنانچہ حضرت مالک الدار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلہ کے لیے مقرر کیے ہوئے خازن تھے،ان سے روایت ہے کہ:

أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ ,فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ,فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ ,اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا , فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ :ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ ,وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ :عَلَيْكَ الْكَيْسُ ,عَلَيْكَ الْكَيْسُ ,فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ,ثُمَّ قَالَ :يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ (مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ٣٢٦٦٥)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگوں پر قحط سالی ہوگئی (اور بارش بند ہوگئی) تو ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آیا،اوراس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اپنی امت کے لیے بارش طلب کیجئے، کیونکہ وہ ہلاک ہونے لگ رہے ہیں۔ پھراس آدمی کوخواب میں کہا گیا کہ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں،اوران کوسلام کریں،اوران کوخبر دیں کہ بے شک تم استقامت اختیار کرنے والے ہو،اوران

کو بتائیں کہ آپ بھرپور بیدار مغزی کو کام میں لائیں، یا آپ بھرپور بیدار مغزی برتیں، وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس بات کی خبر دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور کہا کہ اے میرے رب! میں اپنی استطاعت کی حد تک کوتاہی نہ کروں گا (ابن شیبہ)

علامہ ابنِ حجر اور علامہ بنِ کثیر وغیرہ نے اس روایت کی سند کو صحیح اور قوی قرار دیا ہے۔ [1]

بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے، جن کا انتقال سنہ ٦٠ ہجری میں اسّی سال کی عمر میں ہوا (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ١٠، ص ٤٢٨، تحت رقم الترجمۃ ٩٧٣، تاریخ الطبری، ج ٤، ص ٩٨، وص ٩٩، سنۃ ثمان عشرۃ، ذکر الأحداث التی کانت فی سنۃ ثمان عشرۃ، ذکر القحط وعام الرمادۃ، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، تحت رقم الترجمۃ ٧٨٠)

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اکبر، مصیبت اپنی مدت پوری کر چکی، اب وہ دُور ہوگی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں کے حکمرانوں اور امراء کے نام خطوط لکھوائے، اور اہلِ مدینہ اور اس کے اردگرد رہنے والوں کو مدد کے لئے استسقاء کی نماز کے لئے بلایا، اور سب کو ساتھ لے کر استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے، اور یہ دونوں حضرات پیدل تھے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقاء کے لئے نماز نہیں پڑھی تھی، بلکہ صرف استغفار کیا تھا (البدایۃ والنہایۃ، ج ٧، ص ١٠٥، ثم دخلت سنۃ ثمانی عشرۃ)

چنانچہ حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] روی بن أبی شیبة بإسناد صحیح من روایة أبی صالح السمان عن مالک الداری وکان خازن عمر (فتح الباری شرح صحیح البخاری، للعسقلانی، ج ٢، ص ٤٩٥، قوله باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا)

عن مالک الدار قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر رضی الله عنه فجاء رجل الی قبر النبی فقال یارسول الله استسق الله لأمتک فانهم قد هلکوا فاتاه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی المنام فقال انت عمر فأقرته منی السلام وأخبره أنکم مسقون وقل له علیک بالکیس الکیس فأتی الرجل فأخبره عمر وقال یارب لا آلو ما عجزت عنه هذا اسناد جید قوی (مسند أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه وأقواله علی أبواب العلم، لا بن کثیر، ج ١، ص ٣١٣، أحادیث الاستسقاء)

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ (اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلَ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا)(اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا) ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوِ اسْتَسْقَيْتَ ، فَقَالَ :لَقَدْ طَلَبْتُهٗ بِمَجَادِيْحِ السَّمَاءِ الَّتِيْ يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْقَطْرُ (مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ٨٤٢٩، كتاب الصلاة، باب من قال لا يصلي في الاستسقاء)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے، پھر منبر پر جا کر فرمایا کہ اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے، وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغات بنادے گا، اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا۔

اپنے رب سے استغفار کرو، بے شک وہ بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین کاش کہ آپ استسقاء کا عمل کرتے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارش کو آسمان کے پچھتروں (یعنی بارش برسنے کی جگہ) سے طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھے بغیر بھی دعا واستغفار کے ذریعہ سے بارش طلب کی جاسکتی ہے۔

اور استغفار بھی درحقیقت دعا کی ایک قسم ہے کہ جس میں اپنی مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔ [1]

---

[1] (قوله هو دعاء) وذلك أن يدعو الإمام قائما مستقبل القبلة رافعا يديه، والناس قعود مستقبلين القبلة يؤمنون على دعائه باللهم اسقنا غيثا مغيثا هنيئا مريئا مريعا غدقا مجللا سحا طبقا دائما وما أشبهه سرا وجهرا كما في البرهان شرنبلالية وشرح ألفاظه في الإمداد وزاد فيه أدعية أخر (قوله :واستغفار) من عطف الخاص على العام لأنه الدعاء بخصوص المغفرة أو يراد بالدعاء طلب المطر خاصة فيكون من قبيل عطف المغاير ط(ردالمحتار، ج٢ ص١٨٤، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء)

www.idaraghufran.org

جبکہ دوسری روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر استسقاء کی نماز پڑھنے سے پہلے خطبہ دیا، اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کی، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعاء کی۔ [1]

استسقاء یعنی بارش طلب کرنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو ساتھ لیا تھا، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعاء کی تھی۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَقَالَ :اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ :فَيُسْقَوْنَ (صحيح البخاری، رقم الحديث ١٠١٠)

ترجمہ: جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کہتے کہ اے اللہ! ہم پہلے تو اپنے نبی کے وسیلہ سے دعاء کرتے تھے، تو ہمیں بارش عطا کرتا تھا، اب ہم لوگ اپنے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلہ سے دعاء کرتے ہیں، ہمیں بارش عطاء فرمادیجئے۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس طرح دعاء کرنے کی برکت سے) لوگوں کو بارش کی نعمت حاصل ہوجاتی تھی (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

---

[1] بارش طلب کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف دعا و استغفار کرنا بھی ثابت ہے، اور اس غرض کے لئے نماز پڑھنا بھی ثابت ہے، جسے نمازِ استسقاء کہا جاتا ہے۔

اور ان دونوں طریقوں کے احادیث وروایات سے ثبوت اور جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: نفل وسنت نمازوں کے فضائل واحکام، مصنفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

فنادى فى الناس فخطب فأوجز ثم صلى ركعتين فأوجز ثم قال: اللهم عجزت عنا أنصارنا، وعجز عنا حولنا وقوتنا، وعجزت عنا أنفسنا، ولا حول ولا قوة إلا بك، اللهم اسقنا وأحيى العباد والبلاد (البداية والنهاية، ج٧، ص١٠٤، ثم دخلت سنة ثمانى عشرة)

www.idaraghufran.org

كَانُوا إِذَا قَحَطُوا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْتَسْقِي لَهُمْ فَيُسْقَوْنَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِمَارَةِ عُمَرَ قَحَطُوا فَخَرَجَ عُمَرُ بِالْعَبَّاسِ يَسْتَسْقِي بِهِ فَقَالَ :اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا إِذَا قَحَطْنَا عَلَى عَهْدِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَسْقَيْنَا بِهِ فَسَقَيْتَنَا وَأَنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ الْيَوْمَ بِعَمِّ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا قَالَ :فسقوا (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٢٨٦١، إسناده صحيح على شرط البخاری حاشية صحيح ابن حبان)

ترجمہ: جب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط میں مبتلا ہوتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارش کی دعاء کیا کرتے تھے، جس سے بارش ہوجاتی تھی، پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا، تو قحط سالی واقع ہوگئی، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعاء کرنے کے لیے ان کو لے کر نکلے، اور یہ دعاء کی کہ اے اللہ! ہم جب آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط میں مبتلا ہوجاتے تھے، تو اُن کے وسیلہ سے دعاء کرتے تھے، ہمیں بارش عطا کرتا تھا، آج ہم لوگ آپ کے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کے وسیلہ سے دعاء کرتے ہیں، ہمیں بارش عطاء فرما دیجئے۔

راوی کا بیان ہے کہ (اس طرح دعاء کرنے کی برکت سے) لوگوں کو بارش کی نعمت حاصل ہوجاتی تھی (ابنِ حبان)

اس حدیث سے نیک وصالح لوگوں کی فضیلت و برکت اور ان کے طفیل سے دعاء کرنا اور اس دعاء کا قبول ہونا معلوم ہوا۔

حضرت ابوصالح سے روایت ہے کہ:

قال العباس: اللهم إنه لم ينزل بلاء من السماء إلا بذنب، ولا يكشف

إلا بتوبة، وقد توجه بی القوم إلیک لمکانی من نبیک صلی اللہ علیه وسلم، وهذه أيدينا بالذنوب ونواصينا بالتوبة، وأنت الراعی لا تهمل الضالة، ولا تدع الكسير بدار مضيعة؛ فقد ضرع الصغير، ورق الكبير، وارتفعت الشكوى، وأنت تعلم السر وأخفى؛ اللهم، فأغثهم بغياثک قبل أن يقنطوا فيهلكوا؛ فإنه لا ييئس من رحمتک إلا القوم الكافرون .قال: فما تم كلامه حتى أرخت السماء مثل الجبال

(المجالسة وجواهر العلم للدينوری المالکی، رقم الرواية ۷۲۷)

ترجمہ: عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے یہ دعاء کی کہ:

اے اللہ! آسمان سے کوئی بلا بھی گناہ کیے بغیر نازل نہیں ہوتی، اور بغیر توبہ کے بلاء دُور نہیں ہوتی، اور لوگوں نے میری طرف آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کی وجہ سے رجوع کیا ہے، اور ہمارے گناہگار ہاتھ تیرے سامنے ہیں، اور ہماری پیشانیاں توبہ کے لئے حاضر ہیں، اور تو ایسے نگہبان ہے، جو بے راہ کو بھٹکتا نہیں چھوڑتا، اور تو شکستہ حال کو ضائع نہیں کرتا، پس چھوٹا عاجزی کرتا ہے، اور بڑا شفقت کرتا ہے، اور شکایت دُور ہوتی ہے، اور تو پوشیدہ کو جانتا ہے، اے اللہ! ان لوگوں کو پانی دے، اس سے پہلے کہ یہ لوگ مایوس ہوکر ہلاک ہوجائیں، اور تیری رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی یہ دعاء مکمل نہیں ہوئی تھی کہ آسمان میں پہاڑوں کی طرح بادل چھا گئے (المجالسہ)

لوگوں پر یہ قحط کا زمانہ تقریباً نو مہینے تک رہا، اس کے بعد خشک سالی ختم ہوگئی، اور لوگ مدینہ منورہ سے اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے۔ [1]

---

[1] واستمر هذا الحال فی الناس تسعة أشهر، ثم تحول الحال إلى الخصب والدعة وانشمر الناس عن المدينة إلى أماكنهم (البداية والنهاية، ج۷، ص۱۰۳، ثم دخلت سنة ثمانی عشرة)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے (قسط2)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں خبر دینے والا

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالی کے پیغمبر اور ایلچی ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔اور ان میں سب سے زیادہ محبت آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں ایک خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج وچاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔آپ نے یہ خواب اپنے والد کو سنایا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اے بیٹے !اپنے کسی بھائی کو اپنا خواب مت بتانا کہ وہ تمہارے خلاف سازشیں کرنے لگیں گے اور شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے(القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر۵)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں،جس بیوی سے حضرت یوسف علیہ السلام تھے،اسی بیوی سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک بھائی بنیامین تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کے ساتھ ان کے والد کی محبت اور لگاؤ دیکھ کر ان کے بھائی جلنے اور حسد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یوسف اور ان کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہے۔یقیناً ہمارا باپ کھلی گمراہی میں ہے۔یوسف کو قتل کر ڈالو یا کسی دور جگہ پھینک ڈالو تاکہ تمہارے باپ کی تمہارے لیے محبت خالص ہو جائے اور تم اس کے بعد نیکوں میں سے ہو جاؤ(القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر۸،۹)

حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک بھائی میں شاید خوف خدا اور خون کے رشتے نے جوش مارا تو کہنے لگا کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو تم یوسف کو قتل مت کرو بلکہ کسی گمنام کنویں میں ڈال دو کہ اس کو کوئی قافلہ اٹھالے جائے(القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر۱۰)

جب بھائیوں کا آپس میں مشورہ ہو گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کسی دور

دراز اور گمنام کنویں میں ڈال دیں گے تو اب حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائی حسد کرتے ہیں یا پھر انہیں یہ خوف تھا کہ آپ کے بھائی آپ کا حضرت یعقوب کی عدم موجودگی میں خیال نہ رکھ پائیں گے اور کوئی انہیں نقصان پہنچا دے گا تو حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کو آپ کے بھائیوں کے ساتھ کہیں نہ بھیجتے تھے۔ تو اس پر آپ کے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہنے لگے کہ ابا جان! کیا بات ہے آپ یوسف کے معاملے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ کل کے دن اسے ہمارے ساتھ بھیجیں تا کہ ہمارے ساتھ کھائے اور کھیلے کودے اور ہم اس کی اچھی طرح سے حفاظت کرنے والے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم یوسف کو لے جاؤ گے اور تمہاری غفلت سے اسے کہیں بھیڑیا نہ کھا جائے۔ بھائی کہنے لگے کہ ہم ایک ساتھ کافی سارے ہیں اور اگر ہم سب کے ہوتے ہوئے بھی یوسف کو بھیڑیا کھا جائے تو ہم تو بالکل ہی گئے گزرے ہوں گے (القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۱ تا۱۴)

اب آپ کے بھائی آپ کو لے گئے اور کسی گمنام کنویں میں ڈال دیا اور شام کو اپنے والد کے پاس روتے ہوئے آ گئے۔ اس سے بڑھ کر انہوں نے یہ ظلم کیا کہ کسی بکری کے بچے کو ذبح کر کے اس کے خون سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کو آلودہ کر کے بھی ساتھ لے آئے تا کہ حضرت یعقوب کو ان پر اچھی طرح یقین ہو جائے۔

اپنے والد کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابا جان! ہم ایک دوسرے سے دوڑنے میں مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف کو اپنے ساز وسامان کے پاس چھوڑ رکھا تھا کہ اچانک اسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور ہمیں پتا ہے کہ آپ ہمارا یقین نہ کریں گے اگر چہ ہم سچے ہیں۔ اتفاق سے اس کنویں کے پاس ایک قافلے نے پڑاؤ ڈالا اور دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں ہیں تو ان کو اپنے تجارت کے سامان میں چھپا لیا اور شہر جا کر تھوڑی قیمت میں فروخت کر دیا۔ قافلے والوں نے آپ کو مصر کے بادشاہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا، اور حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر یعنی مصر کے بادشاہ کی بیوی کے زیر کفالت آ گئے اور بادشاہ کی بیوی بادشاہ کو کہنے لگی کہ ہم اسے رکھ لیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ

ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہو یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں (القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر۲۱)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور پیغمبر کی حفاظت کی اور آہستہ آہستہ آپ کو معاملات کی سمجھ اور خوابوں کی تعبیر بتانے میں مہارت عطا کی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام خوب جوان ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی شکل وصورت کو ایسے سانچے میں ڈھالا کہ دیکھنے والا ھکا بکا رہ جاتا تھا۔

آپ کی خوبصورتی کو دیکھ کر بادشاہ کی بیوی (زلیخا) نے آپ کے ساتھ برائی کا کام کرنا چاہا اور ایک جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کر وہاں کے دروازے اچھی طرح بند کردیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے خاص بندے تھے اور اللہ نے اپنے بندے کو زلیخا کے ناپاک ارادوں سے آگاہ کردیا تو حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف دوڑے۔ اسی دوران زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کو پیچھے سے اس طرح زور سے پکڑا کہ وہ پھٹ گئی۔ اللہ کے حکم سے دروازے تو کھل گئے مگر دروازہ کھلتے ہی سامنے بادشاہ کھڑا ہوا تھا۔ زلیخا کہنے لگی کہ جو شخص آپ کے گھر والوں سے غلط کام کرنے کا سوچے تو اس کی سزا اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسے جیل خانے میں ڈال دیا جائے یا سخت قسم کی سزا دی جائے۔ ادھر حضرت یوسف علیہ السلام کہنے لگے کہ اس عورت نے مجھے بہکانا چاہا، اور مجھے اپنے ساتھ برائی میں شامل کرنے کی کوشش کی، یہی آپسی گفتگو چل رہی تھی کہ اتنے میں کوئی بول پڑا کہ دیکھو اگر یوسف علیہ السلام کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہو تو یہ عورت اپنے دعوے میں سچی ہے اور اگر حضرت یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہو تو یہ عورت جھوٹی اور حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں (القرآن سورۂ یوسف آیت نمبر۲۵ تا۲۷)

حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں یہ رائے دینے والا کون تھا؟ اس میں کچھ اہلِ علم کہتے ہیں کہ زلیخا کے خاندان میں سے کوئی زیرک اور سمجھدار آدمی تھا۔ [1]

---

[1] وقد اختلفوا فی هذا الشاهد: هل هو صغير أو كبير؟ على قولين لعلماء السلف، فقال عبد الرزاق، أخبرنا إسرائيل عن سماک، عن عكرمة، عن ابن عباس وشهد شاهد من أهلها قال ذو لحية، وقال الثوری، عن جابر، عن ابن أبی مليكة، عن ابن عباس: كان من خاصة الملک، وكذا قال مجاهد وعكرمة والحسن وقتادة والسدی ومحمد بن إسحاق وغيرهم: إنه كان رجلا .وقال زيد بن أسلم والسدی: كان ابن عمها . وقال ابن عباس: كان من خاصة الملک .وقد ذكر ابن إسحاق أن زليخا كانت بنت أخت الملک الريان بن الوليد(تفسير ابن كثير ج۴ص ۳۲۹ سورة يوسف آيت نمبر ۲۵)

www.idaraghufran.org

اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ زلیخا کے خاندان کا ایک دودھ پیتا بچہ تھا جس نے اپنی اس عمر میں جبکہ عموماً بچے بولتے نہیں ہیں، یہ عقلمندانہ رائے دی۔ [1]

اوراس رائے کوایک حدیث کی وجہ سے بھی مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ [2]

اوراس بولنے والے بچے کی عمر کتنی تھی؟ اس بارے میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کی عمر دو ماہ تھی۔ [3]

(جاری ہے............)

---

[1] وقال العوفي عن ابن عباس في قوله وشهد شاهد من أهلها قال: كان صبيا في المهد، وكذا روى عن أبي هريرة وهلال بن يساف والحسن وسعيد بن جبير والضحاك بن مزاحم أنه كان صبيا في الدار، واختاره ابن جرير(تفسير ابن كثير ج۴ص ۳۲۹ سورة يوسف آيت نمبر ۲۵)

[2] عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمَ أَرْبَعَةٌ وَهُمْ صِغَارٌ: هَذَا وَشَاهِدُ يُوسُفَ، وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامِ(المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم الحديث ۳۸۳۵)قال الذهبي:صحيح

[3] وفي النطق المفهوم أن شاهد يوسف الصديق عليه الصلاة والسلام كان عمره شهرين(السيرة الحلبية ج ا ص ۱۱۴ باب ذكر مولده صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم)

Awami Poultry
Hole sale center
پروپرائیٹر: پرویز اعوان
عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر
ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپئیر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں
تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر
نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے
مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط9)

معزز خواتین! پچھلی اقساط میں جاہلیت کی رسومات اوران کے معاشروں میں عورتوں کی اہمیت اورقدر ومنزلت کے انحطاط کے حوالے سے کافی تفصیل گزر چکی ہے،عورتوں کے ساتھ ان کے اس سارے ناروا سلوک کا سبب اور وجہ جوان کو صنفِ نازک کے ساتھ اس طرح کے قابلِ رحم رویے پر ابھارتی تھی وہ یہ نظریہ تھا کہ عورت بذاتہ کوئی منحوس چیز ہے یا اس کا معاشرے کے استحکام میں کوئی خاص کردار نہیں ہے بلکہ وہ محض مردوں کے جذبات کی تکمیل کا ایک ذریعہ ہے اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں!عورتوں کے ساتھ باقی ساری زیادتیاں اسی سوچ کا اثر تھا،کئی معاشروں میں تو اس کا برملا اظہار بھی تھا (جیسا کہ یہودیوں کے حوالے سے پہلے ذکر ہوا)اور جہاں کہیں اظہار نہیں تھا وہاں بھی اصل نظریہ یہی تھا اسی کے انعکاس سے باقی بے اعتدالیاں جنم لیتی تھیں۔

''بیٹی بھی عطیۂ خداوندی ہے''

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسی غلط سوچ کی بیخ کنی کی کہ بیٹی ہونا بذاتِ خود کوئی عیب ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیٹی تو اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (سورة الشوریٰ،آیة ۴۹)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کے لیے ہی آسمانوں اورزمین کی بادشاہت ہے،جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے،جس کسی کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے(شوریٰ)

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللَّهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا، وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۳۱۲۳)

ترجمہ: تمہاری اولاد تمہارے لیے اللہ کا عطیہ ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، بیٹیاں عطا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے(حاکم)

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اولاد دینے نہ دینے کے فیصلہ کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے اور مشیت سے کسی کی بیٹیاں ہوتی ہیں اور کسی کے بیٹے، اپنی مرضی خواہش اور چاہت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہ دونوں ہی اللہ کی نعمت اور عطیہ ہیں، لہٰذا اپنی طرف سے ایک کی پیدائش سے تو خوش ہونا، اور فخر کرنا جبکہ دوسری کی پیدائش پر مغموم ہونا یا اعتراض کرنا یا ناک بھوں چڑھانا اس عطیہ اور احسان کی سخت ناشکری ہے۔

''مرد وعورت اللہ کی نظر میں یکساں ہیں''

پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کی مکمل وضاحت فرمادی کہ دنیاوی ذمہ داریوں اور نگرانی کے اعتبار سے اگر چہ مرد کو عورت پر فوقیت ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کی ذات میں ایسی صفات پیدا فرمائی ہیں جس کی وجہ سے وہ اس قابل ہے کہ ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا سکے، اور جس شخص کے ذمہ اللہ تعالیٰ دوسروں کی نگرانی مقرر فرماتے ہیں اس کا درجہ بھی دوسروں سے زیادہ رکھتے ہیں تا کہ انتظام صحیح طور پر چل سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (سورہ نساء، آیت ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم (ونگران) ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت بخشی ہے(سورہ نساء)

لیکن یہ سارے معاملہ تو دنیا میں رہنے سہنے کے حوالے سے ہے کہ عورت پر مرد کو نگران بنایا ہے تا کہ اس پر بوجھ نہ ہو اور وہ اپنی ذات کے بارے میں غلط اقدامات نہ اٹھائے جہاں تک آخرت اور جزا وسزا کا تعلق ہے تو اس میں کسی ایک کو دوسرے پر کوئی برتری نہیں ہے ایسا نہیں کہ مرد کو ثواب کے کام پر زیادہ نیکی اور عورت کو کم ملے یا مرد کو گناہ کے کام پر کم سزا اور عورت کو زیادہ سزا ملے کیونکہ یہ اللہ

کے عدل اور انصاف کے منافی بات ہے، اس بات کو ایک مثال سے سمجھیں مثلاً کسی شخص میں تدبر ،انتظامات کی خوبی، سیاسی بصیرت وغیرہ خوبیاں ہوں اور اس بنا پر وہ کسی علاقے کا حاکم ومنتظم بنادیا جائے تو اس کے زیرِ اثر لوگوں کو اس کی بات ماننا، اس کی اطاعت کرنا، اس کا ادب واحترام کرنا سب ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر صحیح نظم نہیں چل سکتا لیکن اس کے باوجود بھی یہ ضروری نہیں کہ صرف نگران ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک بھی وہ اپنی رعایا سے افضل اور بہتر ہو، بالکل اسی طرح مرد کے نگران ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی عورت سے افضل ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ مرد صلاحیتیں، قوت، طاقت زیادہ ہے، اس وجہ سے اس کو بہت سی ایسی نیکیوں کا موقع مل سکتا ہے، جو عورت کو میسر نہیں آسکتا، تو ایسی نیکیوں میں بھی وہ آگے بڑھ جاتا ہے، باقی حاکم ومحکوم، بادشاہ ورعایا، منتظم وماتحت، سربراہ وزیرِ نگیں یہ سارے درجات تو صرف دنیا کے انتظامات کے حوالے سے ہیں آخرت کے درجات اور اللہ تعالیٰ کے دربار کے معیار اس سے کہیں مختلف ہیں۔

(جاری ہے............)

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

اللہ کے لیے محبت کرنے والے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُونَ، إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا ذَكَرَهُمْ، فَصَرَفَ الْعَذَابَ عَنْهُمْ بِذِكْرِهِ إِيَّاهُمْ.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ اللہ عزوجل کے لئے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ میں ہوں گے، جس دن اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، نور کے منبروں پر ہوں گے، لوگ گھبرائے ہوں گے، اور یہ گھبراہٹ میں مبتلا نہیں ہوں گے، جب اللہ عزوجل زمین والوں پر عذاب کا ارادہ فرماتا ہے، تو ان لوگوں کا خیال فرماتا ہے، اور ان کے خیال کی وجہ سے عذاب ہٹا لیتا ہے (طبرانی اوسط، حدیث 1328)

معلوم ہوا کہ یہ فضیلت اللہ کے لئے محبت کرنے والوں، اور مختلف قبائل وعلاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود تعصب وعصبیت چھوڑ کر محض ایمان واسلام کی نسبت سے ایک دوسرے سے محبت اور اتفاق واتحاد رکھنے والوں کے لئے ہے۔

اور ایسے لوگ دنیا میں بھی اور دنیا والوں کے لیے بھی خیروبرکت کا باعث ہوتے ہیں۔

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

فتنوں اور گناہوں سے کیسے بچا جائے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ:اس دوران کہ ہم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے،لوگوں نے فتنہ کا ذکر کیا،یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فتنہ کا ذکر کیا گیا،تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ لوگوں کو دیکھیں،کہ ان کے عہد فاسد ہوگئے ہیں (یعنی عہد معاہدوں کی پاس داری نہیں رہی) اور ان کی امانتیں ہلکی ہوگئیں (یعنی لوگوں نے مال یا عہدہ وغیرہ سے متعلق امانتوں کی اہمیت کو ہلکا سمجھ لیا،اور ان میں خیانت شروع کردی) اور لوگ اس طرح (خلط ملط اور گُتھم گُتھا) ہوگئے،اور (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرماتے وقت) اپنی اُنگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرلیا،حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُٹھ کر گیا،اور میں نے عرض کیا کہ ایسے وقت میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں،اللہ مجھے آپ پر فِدا کرے،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے گھر کو لازم پکڑلیں (یعنی لوگوں سے الگ ہوکر گھر میں رہنے کا اہتمام کریں،اور بغیر سخت ضرورت کے باہر نہ نکلیں) اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں،اور جس چیز کو آپ معروف (اور بہتر و نیک) سمجھیں،اُسے اختیار کرلیں،اور جس چیز کو آپ منکَر (اور بُرا و گناہ) سمجھیں،اُسے چھوڑ دیں،اور صرف اپنی ذات کے معاملہ کو اپنے اوپر لازم رکھیں (یعنی اپنے کام سے کام رکھیں) اور عام لوگوں کے معاملے کو اپنے سے چھوڑ دیں (مسند احمد،حدیث 6987)

نیکی کرنااور نیکی کا حکم دینا صدقہ جاریہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا (مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (کسی کو) ہدایت کی طرف بلایا تو اس کو ان لوگوں کے عمل کے برابر ثواب حاصل ہوگا جنہوں نے اس کی (ہدایت کی) پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (ہدایت پر چلنے والوں) کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے (کسی کو) ضلالت و گمراہی کی طرف بلایا، تو اس کو ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، جنہوں نے اس کی (ضلالت و گمراہی) کی پیروی کی، مگر اس کی وجہ سے ان (گناہگاروں) کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی (مسلم، حدیث 2674 ''16'')

معلوم ہوا کہ حق بات کا اظہار اور نیکی کی بات، بعض اوقات مؤمن بندہ کے لئے صدقۂ جاریہ کی صورت اختیار کرلیتی ہے، اور اسی طرح گمراہی اور گناہ کی بات بھی نقصان کا سبب بن جاتی ہے، اور کرنے والا، اور جس کے کہنے پر کیا جائے، دونوں گناہ میں شریک ہوں گے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

علم کو چھپانے پر قیامت کے دن عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ اللّٰهُ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(سنن ابی داؤد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے کسی علم کے بارے میں سوال کیا گیا، پھر اس نے اس کو چھپا لیا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائیں گے (ابوداؤد، حدیث3658)

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی سے سوال کیا جائے، اور وہ معلوم ہوتے ہوئے کسی غرضِ فاسد سے اس کو چھپا لے، قیامت کے دن اس کو سخت عذاب دیا جائے گا، اور ایسے شخص کے لیے اس کا علم وبالِ جان ہوگا، کیونکہ ایسا شخص یہ علم دوسروں سے تو چھپا سکتا ہے، مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتا، اور ایسا شخص خائن یعنی خیانت کرنے والا شمار ہوتا ہے۔

اس لیے علم کو چھپانا، یا اس کو آگے پھیلانے سے گریز کرنا، چاہے اس پر عمل نہ کر کے ہو، یا کسی کے پوچھنے پر نہ بتانے کے ذریعہ سے ہو، تو ایسا علم دنیا و آخرت کے اعتبار سے وبالِ جان اور بے برکتی کا ذریعہ ہے، اور بروزِ قیامت ایسے شخص کی اللہ تبارک وتعالیٰ بھی پرواہ نہیں فرمائیں گے، چاہے وہ جس بھی حال میں ہو۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

زبان کو ذکرُ اللہ سے تَر رکھنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو دیہاتی آئے، پس اُن میں سے ایک نے عرض کیا کہ اے محمد! لوگوں میں بہترین آدمی کون سا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جس کی عمر لمبی ہو، اور عمل اچھا ہو، اور دوسرے دیہاتی نے عرض کیا کہ اسلام کے شرعی احکام ہم پر بہت زیادہ ہیں، تو کون سی جامع چیز پر ہم مضبوطی سے عمل کریں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کی زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تَر رہے (مسند احمد، حدیث 17680)

زبان کے ہر وقت ذکرُ اللہ میں مشغول رہنے کے بجائے جو یہ فرمایا کہ ''زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تَر رہے'' اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ زبان کا ہر وقت عملی طور پر ذکر میں مشغول رہنا ضروری نہیں، البتہ اتنا کافی ہے کہ ذکر کی تَری ہر وقت باقی رہے، اور یہ کیفیت مختلف احوال واوقات اور اسباب کی مسنون دعاؤں میں مشغولی سے بھی حاصل ہو جاتی ہے، کہ ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک وقت سے دوسرے وقت اور ایک سبب سے دوسرے سبب کی طرف منتقل ہونے کے وقت جو مسنون ذکر و دعاء کی جاتی ہے، اُس کی تَری اور اثر دوسری حالت اور دوسرے وقت تک باقی رہتا ہے، مثلاً سونے سے پہلے کے مسنون اذکار کی تَری جاگنے تک باقی رہتی ہے، پھر جاگنے پر حالت بدلتی ہے، تو اس وقت ذکر کر لیا جائے، تو ذکر کی تَری برقرار رہتی ہے۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5503080--5962705

کم بولنا اسلام کے حسن میں سے ہے، اور کثرتِ سوال نقصان دہ ہے

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ، قِلَّةَ الْكَلَامِ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ (مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام کے حسن میں سے لایعنی چیزوں میں کم کلام کرنا ہے (مسند احمد، حدیث 1732)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: قِيْلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ (بخاری، رقم الحدیث 1477)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرماتا ہے، ایک قیل وقال (اور فضول بحث مباحثہ) کرنے کو، اور دوسرے مال ضائع کرنے کو، اور تیسرے کثرت سے سوال کرنے کو (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ کم بولنا اسلام کے حُسن میں داخل ہے، یعنی اس سے مسلمان کے اسلام میں حُسن اور نکھار پیدا ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے آدمی بہت سے منافقانہ اور کفریہ اور فسقیہ یعنی گناہوں کی چیزوں سے بچ جاتا ہے، اور زیادہ بولنا، فضول بحث ومباحثہ کرنا اور اضاعتِ مال اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315-5131250
0322-5503460
حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315-5198823
حاجی کامران
0321-5353160
0312-5353160

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امرپورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

www.idaraghufran.org

خرید وفروخت اور معاملات میں لغو باتوں کے کفارہ کا طریقہ

حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ، وَالْحَلِفُ، فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦١٣٥)

ترجمہ: اے تاجروں کی جماعت! اس خرید وفروخت میں لغو باتیں اور قسم شامل ہوجاتی ہے، تو تم اس میں صدقہ کو شامل کرلیا کرو (مسند احمد، حدیث نمبر 16135)

مطلب یہ ہے کہ خرید وفروخت کے وقت دوکاندار اور خریدار سے جو بعض ایسی باتیں اور سچی قسمیں سَرزد ہوجاتی ہیں کہ جن کی ضرورت نہیں تھی، اور بلاوجہ ایک دوسرے کو آمادہ کرنے اور سودے پر اُبھارنے کے لئے کی گئی ہوتی ہیں، ان کا کفارہ صدقہ سے ہوجاتا ہے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ سے متعلق احادیث وآثار (قسط3)

ضحّاک بن قیس کی روایت

امام نسائی رحمہ اللہ نے سننِ کبریٰ میں حضرت ضحّاک بن قیس کی سند سے بھی، حضرت ابوامامہ کی گزشتہ حدیث کی طرح روایت کیا ہے، جس میں نمازِ جنازہ کے اندر پہلی تکبیر میں آہستہ آواز سے سورہ فاتحہ کی قرائت کے سنت ہونے کا ذکر ہے۔ [1]

اورامام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اپنی مسند میں حضرت ضحّاک بن قیس کی سند سے یہی مضمون روایت کیا ہے۔ [2]

حضرت ضحّاک بن قیس کے صحابی ہونے میں اگرچہ بعض حضرات کا اختلاف ہے، لیکن بعض حضرات نے ان کو صغارِ صحابہ میں شمار کیا ہے، اور امام حاکم نے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کوراجح قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] أخبرنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا الليث، عن ابن شهاب، عن أبى أمامة أنه قال: إن السنة فى الصلاة على الجنائز أن يقرأ فى التكبيرة الأولى بأم القرآن مخافتة ثم يكبر ثلاثا والتسليم عند الآخرة

أخبرنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا الليث، عن ابن شهاب، عن محمد بن سويد الدمشقى، عن الضحاک بن قيس، بنحو ذلک (السنن الكبرى للنسائى، رقم الحديث ٢١٢٧ و ٢١٢٨)

[2] أَخْبَرَنَا مُطَرِّفُ بْنُ مَازِنٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ :أَخْبَرَنِى أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ :أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّ السُّنَّةَ فِى الصَّلاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الأُولَى يَقْرَأُ فِى نَفْسِهِ ثُمَّ يُصَلِّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجِنَازَةِ فِى التَّكْبِيرَاتِ لا يَقْرَأُ فِى شَىْءٍ مِنْهُنَّ، ثُمَّ يُسَلِّمُ سِرًّا فِى نَفْسِه.

أَخْبَرَنَا مُطَرِّفُ بْنُ مَازِنٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ :حَدَّثَنِى مُحَمَّدٌ الْفِهْرِيُّ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ :أَنَّهُ قَالَ مِثْلَ قَوْلِ أَبِى أُمَامَةَ(مسند الشافعى، رقم الحديث ٥٨٨ و ٥٨٩، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة)

[3] قال الذهبى:

الضحاک بن قيس بن خالد الفهرى القرشى: الأمير، أبو أمية.وقيل :أبو أنيس.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ روایت سے بھی معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت سنت ہے۔

حبیب بن مسلمہ اور ایک صحابی کی روایت

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی مسند میں ’’مطرف بن زمان ‘‘ سے اور وہ ’’معمر ‘‘ سے اور وہ ’’زهری ‘‘ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أخبرنی -:أبـو أُمَـامَةَ بـنُ سَهْلٍ أنهُ أخبره رجلٌ من أصحاب النبیِّ صلی اللّٰه علیه وسلم أن السُّنَّةَ فی الصلاة علی الجَنَازة أن يُكَبِّرَ الإمامُ ثم يقرأ بـفـاتحة الكتاب بعدَ التكبيرَةِ الأولی يقرَأ سِرًّا فی نفسهِ ثم يُصلی علی النبیِّ صـلی اللّٰه علیه وسلم ويُخلص الدعاء للجنازة فی التكبيرات لا يَـقْـرَأُ فـی شیء مـنهـن ثم يُسَلِّمُ سِرًّا فی نفسه (مسـنـد الإمـام الشـافعی، رقم الحديث ۵۸۱)

ترجمہ: مجھے ابوامامہ بن سہل (بن حنیف) نے خبر دی کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ایک شخص نے خبر دی کہ نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر آہستہ آواز میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقيل :أبو عبد الرحمن.وقيل :أبو سعيد الفهری، القرشی.
عـداده فـی صـغـار الـصـحابة، وله أحاديث (سير اعلام النبلاء، ج۳، ص ۲۴۱، تحت الترجمة: الضحاک بن قيس بن خالد الفهری القرشی)

و قال الحاكم:

فحدثنا أبو عبد الله الأصبهانی، ثنا الحسن بن الجهم، ثنا الحسين بن الفرج، ثنا محمد بن عمر، قال :كـان الـضـحـاک بـن قيـس الأكبر يكنی أبا أنيس، قبض رسول الله صلی الله عليه وسلم والضحاک غلام لم يبلغ.

فـأخبـرنـی مخلد بن جعفر، ثنا محمد بن جرير، قال :زعم الواقدی :أن الـضحاک بن قيس لم يسـمـع من النبی صلی الله عليه وسلم فنقول وبالله التوفيق :إن الـصـواب قول أبی جعفر محمد بـن جـريـر رحـمـه الـلـه، فـقـد صحت له عن رسول الله صلی الله عليه وسلم روايات ذكر فيها سماعه من رسول الله صلی الله عليه وسلم (المستدرک الحاكم، تحت رقم الحديث ۲۲۳۲)

www.idaraghufran.org

اور میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعاء کرے (بقیہ) تکبیرات میں کسی چیز کی قرائت نہ کرے، پھر آہستہ آواز میں سلام پھیرے (مسند الشافعی)

امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت ابنِ شہاب زہری سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ :أَخْبَرَنِی أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَكَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ ,وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا ,مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ :أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ ,ثُمَّ يَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ ,ثُمَّ يَخْتِمَ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ،

قَالَ الزُّهْرِيُّ :فَذَكَرْتُ الَّذِي أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ مِنْ ذَلِكَ ,لِمُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْفِهْرِيِّ ,فَقَالَ :وَأَنَا سَمِعْتُ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ يُحَدِّثُ ,عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ ,فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ مِثْلَ الَّذِي حَدَّثَكَ أَبُو أُمَامَةَ (شرح معاني الآثار، رقم الحديث ٢٨٦٨ و ٢٨٦٩، باب التكبير على الجنائز كم هو؟)

ترجمہ: ابنِ شہاب زہری نے فرمایا کہ مجھے ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے خبر دی، اور وہ انصار کے اکابر علماء میں سے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل شہدائے بدر کی اولاد میں سے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ خبر دی کہ نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر آہستہ آواز میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرے، پھر تین تکبیرات کہہ کر نماز ختم کرے۔

حضرت زہری کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ کی اس روایت کا، محمد بن سوید فہری سے ذکر کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ضحاک بن قیس سے سنا، انہوں نے حبیب بن مسلمہ سے نمازِ جنازہ سے متعلق اسی طریقہ سے حدیث بیان کی، جس طریقہ سے آپ کو ابو امامہ نے حدیث بیان کی (شرح معانی الآثار)

حبیب بن مسلمہ کو بھی متعدد محدثین نے چھوٹے صحابۂ کرام میں شمار کیا ہے، اور غزوۂ تبوک میں ان کی عمر گیارہ سال بتلائی ہے۔ [1]

مذکورہ روایت سے بھی نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا مسنون ہونا معلوم ہوا، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت اور اس کو مسنون سمجھے جانے کا مسئلہ متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اجنبی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت

امام شافعی رحمہ اللہ اپنی سند سے، ابراہیم بن محمد سے، وہ اسحاق بن عبداللہ سے، اور وہ موسیٰ بن وردان سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ :أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى عَلَى الْجِنَازَةِ (مسند الشافعی، رقم الحديث ۵۸۵، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت کیا کرتے تھے (مسند الشافعی)

مذکورہ روایت میں ''ابراہیم بن محمد'' اور ''اسحاق بن عبداللہ'' پر محدثین نے جرح فرمائی ہے، جن میں بعض جروح شدید نوعیت کی بھی ہیں، اس لیے مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے قابلِ اطمینان

[1] حبيب بن مسلمة بن مالک القرشی الفهری :
الأمير أبو عبد الرحمن – وقيل: أبو مسلمة – القرشی، الفهری.له: صحبة، ورواية يسيرة.
حدث عنه: جنادة بن أبی أمية، وزياد بن جارية، وقزعة بن يحيی، وابن أبی مليكة، ومالک بن شرحبيل.
وجاهد فی خلافة أبی بكر، وشهد اليرموک أميرا، وسكن دمشق، وكان مقدم ميسرة معاوية نوبة صفين.
وهو القائل: شهدت النبی –صلی الله عليه وسلم – نفل الثلث.
وكان فی غزوة تبوک ابن إحدى عشرة سنة.وقيل: كان يقال له: حبيب الروم؛ لكثرة دخوله بغزوهم.
وولی أرمينية لمعاوية، فمات بها، سنة اثنتين وأربعين.وله نكاية قوية فی العدو.
له أخبار فی (تاريخ دمشق) (سير اعلام النبلاء، ج۳، ص ۱۸۹، تحت الترجمة: حبيب بن مسلمة بن مالک القرشی الفهری)

www.idaraghufran.org

معلوم نہیں ہوتی۔ [1]

[1] قال المزی:

ق: إبراهيم بن محمد بن أبی يحيى – واسمه سمعان – الأسلمی، مولاهم، أبو إسحاق المدنی، أخو عبد الله بن محمد بن أبی يحيى سحبل ، وقد ينسب إلى جده، ومنهم من قال فيه: إبراهيم بن محمد بن أبی عطاء......قال بشر بن عمر الزهرانی: نهانی مالک عنه، قلت: من أجل القدر تنهانی عنه؟ قال: ليس فی دينه بذاک.

وقال يحيى بن سعيد القطان: سألت مالكا عنه: أكان ثقة؟ قال: لا، ولا ثقة فی دينه.

وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبيه: كان قدريا معتزليا جهميا، كل بلاء فيه.

وقال أبو طالب أحمد بن حميد عن أحمد بن حنبل: لا يكتب حديثه، ترک الناس حديثه .كان يروی أحاديث منكرة، لا أصل لها، وكان يأخذ أحاديث الناس يضعها فی كتبه.

وقال بشر بن المفضل: سألت فقهاء أهل المدينة عنه، فكلهم يقولون: كذاب أو نحو هذا.

وقال علی ابن المدينی عن يحيى بن سعيد: كذاب.

وقال محمد بن عمر المعيطی عن يحيى بن سعيد: كنا نتهمه بالكذب وقال أبو حفص أحمد بن محمد الصفار: سمعت يزيد بن زريع – ورأى إبراهيم بن أبی يحيى يحدث – فقال: لو ظهر لهم الشيطان لكتبوا عنه.

وقال البخاری :جهمی تركه ابن المبارک والناس .كان يرى القدر.

وقال عباس الدوری عن يحيى بن معين :ليس بثقة.

وقال أحمد بن سعد بن أبی مريم: قلت ليحيى بن معين: فابن أبی يحيى؟ قال: كذاب فی كل ما روی .قال: وسمعت يحيى يقول: كان فيه ثلاث خصال: كان كذابا، وكان قدريا، وكان رافضيا .قال: وقال لی نعيم بن حماد: أنفقت على كتبه خمسين دينارا، ثم أخرج إلينا يوما كتابا فيه القدر وكتابا آخر فيه رأی جهم، فدفع إلی كتاب جهم، فقرأته فعرفته فقلت له: هذا رأيک؟ قال: نعم، فحرقت بعض كتبه وطرحتها.

وقال إبراهيم بن يعقوب الجوزجانی :فيه ضروب من البدع، فلا يشتغل بحديثه، وأنه غير مقنع ولا حجة.

وقال النسائی: متروک الحديث.

وقال فی موضع آخر: ليس بثقة، ولا يكتب حديثه

وقال سعيد بن أبی مريم: قال لی إبراهيم بن أبی يحيى: سمعت من عطاء سبعة آلاف مسألة.

وقال الربيع بن سليمان: سمعت الشافعی يقول: كان إبراهيم ابن أبی يحيى قدريا، قيل للربيع: فما حمل الشافعی على أن روى عنه؟ قال: كان يقول: لأن يخر إبراهيم من بعد أحب إليه من أن يكذب، وكان ثقة فی الحديث .وكان الشافعی يقول: أخبرنی من لا أتهم عن سهيل وغيره، يعنی إبراهيم بن أبی يحيى – .

وقال أبو أحمد بن عدی :سألت أحمد بن محمد بن سعيد، يعنی ابن عقدة – فقلت له: تعلم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے:

حدثنا وكيع ، عن هشام الدستوائی ، عن قتادة ، عن رجل من همدان ، أن عبد الله بن مسعود قرأ عليها بفاتحة الكتاب(مُصنف ابن أبی شيبة ، رقم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أحدا أحسن القول فی إبراهيم بن أبی يحيى غير الشافعی؟ فقال: نعم .حدثنا أحمد بن يحيى الأودی، قال: سمعت حمدان ابن الأصبهانی، يعنی محمد بن سعيد – قلت: أتدين بحديث إبراهيم بن أبی يحيى؟ فقال: نعم .ثم قال لی أحمد بن محمد بن سعيد: نظرت فی حديث إبراهيم بن أبی يحيى كثيرا وليس بمنكر الحديث.

قال ابن عدی: وهذا الذی قاله كما قال (تهذيب الكمال، ج۲، ۱۸۴ الی ۱۸۸، تحت رقم الترجمة: ۲۳۶)

و قال ابن حجر:

إسحاق بن عبد الله بن أبی فروة الأموی مولاهم المدنی متروک من الرابعة مات سنة أربع وأربعين (تقريب التهذيب، ج ۱، ص ۸۳، تحت رقم الترجمة: ۳۶۸)

وقال ايضاً:

د ت سی ق -موسى "بن وردان القرشی العامری مولاهم أبو عمر البصری القاص مدنی الأصل روى عن أبی هريرة وأنس وجابر وأبی سعيد وعبد الرحمن بن أبی بكر الصديق وكعب بن عجرة وسعيد بن المسيب وغيرهم وأرسل عن سعد بن أبی وقاص وأبی الدرداء وكعب الأحبار وعنه ابنه سعيد وإبراهيم بن محمد بن أبی عطاء يقال أنه بن أبی يحيى وعبد الله بن لهيعة ومحمد بن حميد المدنی وضمام بن إسماعيل والحسن بن ثوبان وزهير بن محمد العنبری وحيوة بن شريح والليث بن سعد وآخرون قال محمد بن عوف عن أحمد لا أعلم إلا خيرا وقال الدوری عن يحيى بن معين كان يقص بمصر وهو صالح وقال عثمان الدارمی عن يحيى ليس بالقوی وقال بن أبی خيثمة عن يحيى كان قاصا بمصر ضعيف الحديث وقال العجلی مصری تابعی ثقة وقال أبو حاتم ليس به بأس وقال فی موضع آخر ليس بالمتين يكتب حديثه وقال الآجری عن أبی داود ثقة أصله مدنی وقال يعقوب بن سفيان حدثنا أبو الأسود عن ابن لهيعة عن موسى بن وردان وكان قاصا لا بأس به وذكره أيضا فی ثقات التابعين من أهل مصر وقال الدارقطنی لا بأس به وقال ابن يونس توفی سنة سبع عشرة ومائة فيما قال يحيى بن بكير وقيل أن مولده بعد الأربعين بثلاث أو أربع قلت وقال ابن يونس سمع من سعد بن أبی وقاص وقال أبو بكر البزار مدنی صالح روى عنه محمد بن أبی حميد أحاديث منكرة وأما هو فلا بأس به وقال ابن حبان كثر خطأه حتى كان يروی المناكير عن المشاهير (تهذيب التهذيب، ج۱۰، ص۳۷۷، تحت رقم الترجمة: ۶۲۹)

www.idaraghufran.org

الحديث ۱۱۵۱۲ ،من كان يقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب)

ترجمہ: ہم سے وکیع نے حدیث بیان کی، ہشام دستوائی کی سند سے، انہوں نے قتادہ سے روایت کیا، انہوں نے ہمدان کے ایک آدمی سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کی (ابنِ ابی شیبہ)

اور امام ابنِ جریر طبری ''تهذيب الآثار'' میں روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنا المقدمي، قال :حدثنا الحجاج، قال :حدثنا علي بن علي الرفاعي، عن الحسن قال " :كان ابن مسعود رجلا يكلم الناس، وكان يقول " :إذا صلى أحدكم على الميت فليكبر، وليقرأ بفاتحة الكتاب، ثم يقول :اللهم (اغفر لعبدك -فإن كان يعلم اسمه، وإلا قال -اللهم) اغفر لعبدك هذا، اللهم (اغفر له ذنبه، وألحقه بنبيه، وأضيء له في قبره، عظم نوره وأجره، اللهم) لا تحرمنا أجره، ولا تضلنا بعده (تهذيب الآثار،للطبري ، رقم الحديث ۲۸۱ ،ذكر ما روى في ذلك عن عبد الله بن مسعود)

ترجمہ: ہم سے مقدمی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حجاج نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن علی رفاعی نے بیان کیا، انہوں نے حضرت حسن سے روایت کیا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں سے مختلف امور پر گفتگو کیا کرتے تھے، اور وہ یہ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی میت کا نمازِ جنازہ پڑھے، تو اسے چاہیے کہ وہ تکبیر کہے، اور سورہ فاتحہ کی قرائت کرے، پھر یہ دعاء پڑھے کہ:

"اللهم اغفر لعبدك هذا، اللهم اغفر له ذنبه، وألحقه بنبيه، وأضيء له في قبره، عظم نوره وأجره، اللهم لا تحرمنا أجره، ولا تضلنا بعده"

(تهذيب الآثار)

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نمازِ جنازہ میں قولاً وفعلاً

سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا ثابت ہے۔

اور مذکورہ روایت کے راوی بظاہر معتبر ہیں۔ ۱؎

حضرت ابوعبیدہ اپنے والد حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدُ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُّنْجَحَ (مصنف عبدالرزاق) ۲؎

۱؎ (1)...... محمد بن عمر بن على بن عطاء بن مقدم المقدمى ، أبو عبد الله البصرى، ابن عم محمد بن أبى بكر المقدمى............قال عبد الرحمن بن أبى حاتم: سمع منه أبى فى الرحلة الثالثة، وسئل عنه، فقال: صدوق، وقال النسائى :لا بأس به، وقال فى موضع أخر :ثقة، وذكره ابن حبان فى كتاب "الثقات (تهذيب الكمال، للمزى، ج٢٦، ١٧٤، الى ١٧٦، تحت رقم الترجمة:٥٤٩٧)

(2)...... حجاج بن أرطاة بن شراحيل بن كعب بن سلامان بن عامر بن حارثة بن سعد بن مالك ابن النخع النخعى، أبو أرطاة الكوفى القاضى...........قال أبو حاتم: صدوق، يدلس عن الضعفاء يكتب حديثه، فإذا قال: حدثنا، فهو صالح لا يرتاب فى صدقه وحفظه إذا بين السماع، لا يحتج بحديثه، لم يسمع من الزهرى، ولا من هشام بن عروة، ولا من عكرمة (تهذيب الكمال، للمزى، جج ٥، ص ٤٢٠ الى ٤٢٨، تحت رقم الترجمة: ١١١٢)

(3)...... على بن على بن نجاد بن رفاعة الرفاعي اليشكرى ، أبو إسماعيل البصرى.

روى عن: الحسن بن أبى الحسن البصرى (ت ق) .وأخيه سعيد بن أبى الحسن، وأبى المتوكل الناجى......

قال حرب بن إسماعيل، عن أحمد بن حنبل: لم يكن به بأس .

وقال محمد بن على الوراق: سمعت أحمد بن حنبل سئل عن حديث على بن على، فقال: صالح .قيل: قد كان يشبه بالنبى صلى الله عليه وسلم .قال: كذا كان يقال.

وقال محمد بن إسحاق الصاغانى عن أحمد بن حنبل نحو ذلك.

وقال عثمان بن سعيد الدارمى عن يحيى بن معين، وأبو زرعة : ثقة (تهذيب الكمال، للمزى، ج ٢١، ص ٤٢ و ٤٣، تحت رقم الترجمة: ٤١١٠)

(4)...... الحسن بن أبى الحسن يسار الإمام شيخ الإسلام أبو سعيد البصرى: يقال مولى زيد بن ثابت ويقال مولى جميل بن قطبة، وأمه خيرة مولاة أم سلمة نشأ بالمدينة وحفظ كتاب الله فى خلافة عثمان وسمعه يخطب مرات وكان يوم الدار بن أربع عشرة سنة ثم كبر ولازم الجهاد ولازم العلم والعمل وكان أحد الشجعان الموصوفين يذكر مع قطرى بن الفجائة وصار كاتبا فى دولة معاوية لوالى خراسان الربيع بن زياد (تذكرة الحفاظ للذهبى، ج ١، ص ٥٧، الطبقة الثالثة)

۲؎ رقم الحديث ١٩٦٤٢، كتاب اهل الكتابين، باب الدعاء، واللفظ لهٗ،المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ٨٦٩٢.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی دعاء کا ارادہ کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ پہلے اللہ کی شایانِ شان حمد وثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اور پھر دعاء کے بعد درود بھیجے، کیونکہ یہ کامیابی (اور قبولیت) کے زیادہ لائق ہے (عبدالرزاق، طبرانی)

مذکورہ روایت میں اللہ کی حمد کرنے کا عام حکم مذکور ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ کی حمد دوسرے کلمات سے ادا کی جاتی ہے، اسی طرح سورہ فاتحہ کے ذریعہ سے بھی ادا کی جاتی ہے، بلکہ سورہ فاتحہ اعلیٰ درجہ کی حمد وثناء ہے۔

اسی وجہ سے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا ثابت ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

لیکن چونکہ اصل مقصود حمد وثناء ہے، جو دوسرے الفاظ وکلمات سے بھی ادا ہوسکتی ہے، اس لیے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی آگے آنی والی روایت کے مطابق نمازِ جنازہ میں کوئی مخصوص قرائت یا دعاء فرض نہیں کی گئی۔

معجم کبیر طبرانی میں ہے:

حدثنا أحمد بن عمرو القطرانی، ثنا محمد بن الطفيل النخعی، ثنا شريک، عن جابر، عن الشعبی، عن مسروق، عن عبد الله، قال :لم يوقت لنا فی الصلاة علی الميت قراء ة، ولا قول، كبر ما كبر الإمام،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمی: رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه.(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۶۰ ،باب فيما يستفتح به الدعاء من حسن الثناء علی الله سبحانه والصلاة علی النبی محمد صلی الله عليه وسلم)

وقال المنذری فی موضع :وابوعبيدة اسمه عامر ولم يسمع من ابيه عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنه وقيل سمع منه(الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۲۹۰، تحت رقم الحديث ۱۰۶۸)

وقال ابن تيمية:ويقال إن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه؛ لكن هو عالم بحال أبيه متلق لآثاره من أكابر أصحاب أبيه وهذه حال متكررة من عبد الله -رضی الله عنه -فتكون مشهورة عند أصحابه فيكثر المتحدث بها ولم يكن فی أصحاب عبد الله من يتهم عليه حتی يخاف أن يكون هو الواسطة فلهذا صار الناس يحتجون برواية ابنه عنه وإن قيل إنه لم يسمع من أبيه(مجموع فتاویٰ ابنِ تيمية ، ج۶ ص ۴۰۴، متابعة حديث سوق الجنة)

www.idaraghufran.org

وأكثر من طيب القول (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ٩٦٠٦)

ترجمہ: ہم سے احمد بن عمرو قطرانی نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن طفیل نخعی نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے شریک نے حدیث بیان کی، حضرت جابر سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے مسروق سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے لیے میت پر نمازِ جنازہ میں کوئی قرائت یا کوئی قول متعین نہیں کیا گیا، جب امام تکبیر کہے، تو تم تکبیر کہو، اور زیادہ سے زیادہ اچھا قول (یعنی اچھی دعاء) اختیار کرو (طبرانی)

مذکورہ روایت کو علامہ ہیثمی نے مسند احمد کی طرف منسوب کیا ہے، مگر ہمیں مسند احمد میں مذکورہ حدیث دستیاب نہیں ہوسکی۔ [1]

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس سلسلہ میں مختلف روایات ذکر کر کے اس مطلب کو ترجیح دی ہے کہ سب لوگوں کی نمازِ جنازہ میں تکبیر کی تعداد متعین نہیں ہے۔ [2]

---

[1] وعن عبد الله بن مسعود قال :لـم يوقت لنا فی الصلاة علی الميت قراء ة ولا قول، كبر ما كبر الإمام، وأكثر من طيب الكلام.

رواه أحـمـد، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۱۵۳،باب الصلاة علی الجنازة)

[2] وقد حدثنا محمد بن خزيمة قال :ثنا حجاج بن المنهال قال :أنا حماد بن سلمة قال :ثنا داود بن أبی هند ,عن الشعبی ,عـن علقمة بن قيس قال :قدم ناس من أهل الشام ,فمات لهم ميت ,فكبروا عليه خمسا ,فأردت أن لا أحييهم ,فـأخبرت ابن مسعود رضی الله عنه ,فقال: ليس فيه شیء معلوم .

فهـذا يـحتمل ما ذكرنا فی اختلاف حكم الصلاة علی البدريين ,وعلی غيرهم .فكأن عبد الله أراد بـقوله ليس فيه شیء معلوم أی ليس فيه شیء يكبر فی الصلاة علی الناس جميعا ,لا يجاوز إلی غيره .وقد روی هذا الحديث بغير هذا اللفظ.

حـدثـنا أحمد بن داود، قال :ثـنـا مـوسی بن إسماعيل، قال :ثـنـا عبد الواحد بن زياد، قال :ثنا الشيبانی، قال :ثـنـا عامر، عن علقمة، أنه ذكر ذلـک لعبد الله ,فقال عبد الله :إذا تقدم الإمام فكبروا بما كبر ,فـإنـه لا وقـت ولا عدد وهذا عندنا معناه ما ذكرنا أيضا ,لأن الإمام قد يصلی حينئذ علی البدريين وعلی غيرهم .فإن صلی علی البدريين فكبر عليهم كما يكبر علی البدريين ,وذلـک ما فوق الأربع ,فكبروا ما كبر .وإن صلی علی غير البدريين ,فكبر أربعا كما يكبر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں قرائت کے متعین نہ ہونے کی بھی تصریح ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کی ہے، لہٰذا اس کو مکروہ قرار دینا مشکل ہے، البتہ اسی کے ساتھ انہوں نے جنازہ میں کسی خاص چیز کے پڑھنے اور بقول امام طحاوی کے سب لوگوں کی نمازِ جنازہ میں تکبیر کی تعداد کو ضروری قرار نہیں دیا۔

بعض حضرات نے دونوں قسم کی روایات میں یہ تطبیق دی ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت ضروری نہیں، اگر کوئی کرے، تو بھی جائز یا سنت ہے، اور اس سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے، اور کوئی اس کے بجائے دوسری حمد وثناء پڑھ لے، اس سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔ [1] (جاری ہے..........)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عليهم ,فكبروا كما كبر ,لا وقت ولا عدد فى التكبير فى الصلاة على جميع الناس من البدريين وغيرهم ,لا يجاوز ذلك إلى ما هو أكبر منه .وقد روى هذا الحديث أيضا ,عن عبد الله بغير هذا اللفظ.

حدثنا فهد، قال :ثنا أبو غسان، قال :ثنا زهير، قال :ثنا أبو إسحاق، عن علقمة، عن عبد الله، قال :التكبير على الجنازة ,لا وقت ولا عدد ,إن شئت خمسا ,وإن شئت ستا فهذا معناه ,غير معنى ما حكى عامر ,عن علقمة ,وما حكى عامر عن علقمة من هذا ,فهو أثبت ,لأن عامرا قد لقى علقمة وأخذ عنه أبو إسحاق فلم يلقه ,ولم يأخذ عنه ,ولأن عبد الله قد روى عنه فى التكبير أنه أربع من غير هذا الوجه(شرح معانى الآثار للطحاوى، رقم الحديث ٢٨٥٣ الىٰ ٢٨٥٥، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة كم هو؟)

[1] الثناء على الله عز و جل ولو بالفاتحة و امثالها من آيات القرآن سنة، فالسنة فى الاصل هو الثناء، وانما جعل الفاتحة و نحوها سنة لاشتمالها على الثناء، لا لذاتها (اعلاء السنن، ج٦ ص٢٥٦٨، ابواب الجنائز، باب كيفية الجنازة، مطبوعة : دارالفكر، بيروت، الطبعة الاولىٰ: ١٤٢١هـ، 2001ء)

اما استدلاله لنفى القراء ة بقول ابن مسعود فلا يفيده؛لانه انما نفى التوقيت ،وسنذكر ان ابن مسعود قرا فيها والراوى اذا فعل بخلاف ما روى بيقين ـوهو ان لايحتمل ان يكون مرادا من الخبر بوجه ـيسقط العمل به كما فى شرح المنار.

وعمله هنا لايخالف ما رواه ؛لانه احتمل ان يكون مرادا من الخبر من وجه ،وهو هنا كذلك ؛ لان فعله يحتمله مرويه ،وهو عدم التوقيت،فثبت به جواز القراء ة.بل سنيتها ،فكيف يستدل به على نفى القراء ـة؟!(النظم المستطاب لحكم القرائة فى صلاة الجنازة بام الكتاب، للشيخ حسن الشرنبلالى، مطبوعة: مكتبة الحافظ الذهبى، باب الواد، الجزائر)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کے آداب (قسط8)

(84)...... طبی اعتبار سے سرکہ کے بے شمار فوائد ہیں، اور قدیم طب کے علاوہ جدید طب (ومیڈیکل سائنس) میں بھی سرکہ کے کئی فوائد تسلیم کیے گئے ہیں، چنانچہ سرکہ کو لیسٹرول اور ٹرائیگلیسر ائیڈ (Triglyceride) کم کرنے اور دل کے امراض کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔

نیز ذیابیطس (وشوگر) اور خون میں گلوکوز کی مقدار (Glycemic index) کو درست کرنے اور اعتدال پر لانے کے لئے بھی اس کی افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے، سرکہ کے استعمال سے خون میں شکر کی مقدار میں کمی ہو کر ذیابیطس (وشوگر) کے مرض میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اور کھانے کے ساتھ سرکہ استعمال کرنے سے ہضم کے نظام میں بھی بہترائی آتی ہے۔

اس کے علاوہ وبائی امراض مثلاً ہیضہ کے زمانہ میں بھی سرکہ بہت مفید چیز ہے۔

دیہی علاقوں میں دیسی طریقہ پر عام طور سے سرکہ گنّے کے رس سے بنایا جاتا ہے، یہ بھی سرکہ ہی کی ایک قسم ہے، اور دیسی سرکہ، عام کیمیکل والے سرکوں کے مقابلہ میں مفید ہے۔

(85)...... دودھ اور کھٹی چیز ایک ساتھ کھانا طبی طور پر نقصان دہ ہے۔

(86)...... کھٹی چیزوں کی کثرت سے معدہ میں رطوبت زیادہ ہو جانے سے معدہ اور سینے میں جلن پیدا ہوتی ہے، اور نزلہ، زکام اور کھانسی کی بھی شکایت پیدا ہو جاتی ہے، اعصاب اور قوتِ باہ (یعنی مردانہ اور زنانہ مخصوص طاقت) پر بھی اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے، لہٰذا کھٹی اور ترش اشیاء کا استعمال زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔

(87)...... مُضِر اور نشہ آور اشیاء کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ ان کے صحت پر مُضِر اثرات پڑتے ہیں، اور دینی اعتبار سے بھی کئی نقصانات پیش آتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

(88)...... کولڈ ڈرنک، چائے (Tea) کافی (Coffee) اور ایسے قہوے، جن میں کیفین caffeine پائی جاتی ہے، شرعی اعتبار سے ان کا اعتدال کے ساتھ استعمال جائز ہے، اور اعتدال سے آگے بڑھنا یا اسراف وفضول خرچی سے کام لینا شرعی وطبی اعتبار سے نقصان سے خالی نہیں۔
ان چیزوں کی کثرت اور عادت، طبی اعتبار سے صحت کے لئے مناسب نہیں ہے، کیونکہ ان میں کیفین پائی جاتی ہے، جو اعصاب اور جسم کے فطری اور معتدل نظام میں تحریک پیدا کر کے اس کو تیز کرتی ہے، اور عادت ہوجانے کے بعد ان سے جان چھڑانا مشکل ہوجاتا ہے۔

(89)...... ذائقہ کی خاطر چٹ پٹے اور بازاری کھانے کھانے سے پرہیز کیجئے، یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں عموماً صفائی ستھرائی وغیرہ کا لحاظ نہیں ہوتا، ہوٹل کے مالکان اور کھانا فروش لوگ پیسے بچانے کی خاطر گھٹیا اور سستی اور خراب چیزیں تیار اور فروخت کرتے ہیں، اور چند ٹکوں کی خاطر لوگوں کی جان سے کھیلنے کی سودے بازی کرتے ہیں، اس لئے اپنے ہاتھوں سے پیسے خرچ کر کے اپنی صحت کو داؤ پر لگانا کسی طرح بھی عقلمندی کا تقاضا نہیں۔

(90)...... نمک مرچ بقدرِ ضرورت اور کم مسالے دار کھانے کھانے کی عادت ڈالئے، اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں سرخ اور ہری مرچ، دارچینی، لونگ، دھنیا، لہسن، پیاز غذا میں کثرت سے استعمال کئے جاتے ہیں، ان سے غذا خوشبودار اور چٹ پٹی ضرور بن جاتی ہے، نیز ان کے استعمال سے غذا کے ہضم ہونے میں بھی مدد ملتی ہے، لیکن سرخ اور ہری مرچ جیسی تیز چیز کا زیادہ استعمال آخر کار مضر ثابت ہوتا ہے، ان کے کثرتِ استعمال سے معدے اور آنتوں میں سوزش پیدا ہوجاتی ہے، بلکہ بعض اوقات معدے اور آنتوں میں زخم (یعنی السر) تک ہوجاتے ہیں، اس لئے جہاں تک ہوسکے، ان کو زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

دیہاتوں میں عام طور پر سادہ غذائیں کھائی جاتی ہیں، جو بہت مناسب ہیں، لیکن ان کو خوش مزہ بنانے کے لئے گرم مسالے کی چیزیں تھوڑی مقدار میں شامل کی جائیں، تو طبی اعتبار سے حرج نہیں ہے، لہسن، پیاز کے مناسب استعمال سے غذاؤں کے خوش مزہ ہونے کے علاوہ بہت سی غذاؤں کی

اصلاح ہو جاتی ہے، اور بدن کو مفید اجزاء بھی مل جاتے ہیں۔

نمک ہماری غذاؤں کا ایک نہایت ضروری جزو ہے، اس کے بغیر غذا بالکل بے مزہ ہوتی ہے، نمک غذا کو خوش مزہ بنانے کے علاوہ غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتا اور بھوک لگاتا ہے، لیکن جہاں تک ہوسکے اس کو زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہئے، ہم روزانہ جو ترکاریاں اور پھل وغیرہ کھاتے ہیں، ان میں قدرتی نمک موجود ہوتا ہے، اس لئے مزید نمک استعمال کرنے کی ضرورت بہت کم باقی رہ جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ سرخ مرچ اور گرم مصالحہ جات، نمک، لہسن اور پیاز کا تھوڑا استعمال کرنا چاہئے، اور ہمارے معاشرہ میں جس طرح بڑی مقدار میں ان چیزوں کا استعمال ہے، یہ سخت نقصان دہ ہے۔

ہوٹل والے اور کھانا فروش کھانے کو مزیدار بنانے کے لئے ان چیزوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں، اس لئے ایسے کھانوں سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔ (جاری ہے............)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط29 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ چہارم)

حضرت موسیٰ کا ہاتھ سفید، چمک دار ہونے کا معجزہ

حضرت موسیٰ کا پہلا معجزہ جو اِن کی نبوت ورسالت کی ایک واضح دلیل وبرہان تھی، وہ لاٹھی کا اژدھا یا بڑا سانپ بن جانا تھا، اور حضرت موسیٰ کا دوسرا معجزہ جو آپ کی نبوت ورسالت کی واضح دلیل وبرہان بنا، وہ ہاتھ کا سفید چمکدار ہونا تھا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بغل یا بائیں بازو کے ساتھ ملادیں، پھر اس کو نکال دیں، تو وہ چاند کی طرح سفید ہوکر بغیر کسی عیب کے نکل آئے گا، اور اس میں یہ سفیدی کسی مرض اور عیب وغیرہ کی وجہ سے نہیں ہوگی، جیسا کہ برص کے مرض میں ہوتی ہے، جس سے بدن پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بغل میں ہاتھ ڈال کر نکالتے، تو وہ سورج وچاند کی طرح چمکتا ہوا نکلتا، جب ایک مرتبہ اپنا ہاتھ اپنی جیب میں ڈال کر بائیں بغل کے نیچے لے جاتے اور نکالتے، تو وہ چمکتا ہوا نکلتا، اور جب دوبارہ اپنی جیب میں ڈال کر نکالتے، تو وہ اپنی سابقہ حالت پر ہوجاتا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دو بڑی بڑی نشانیاں آپ کو عطاء کی گئیں، تاکہ آپ یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جائیں، اور اس کو دینِ حق کی دعوت دیں، کیونکہ وہ حد سے گزر گیا تھا، اور ایسا سرکش اور مغرور ہوگیا تھا کہ خدائی کا دعویٰ کرنے لگ گیا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ کو بتلادیا کہ اگر وہ تمہاری نبوت ورسالت میں شک وشبہ کرے، تو اس کو اپنی نبوت کی یہ دو روشن نشانیاں دکھلا دینا، اور اس کو میری عبادت کی طرف بلانا اور میرے عذاب سے ڈرانا۔

قرآن مجید کی سورہ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَدۡخِلۡ يَدَكَ فِيۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَاءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡءٍ فِيۡ تِسۡعِ آيَاتٍ إِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَقَوۡمِهٖ إِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فَاسِقِيۡنَ (سورۃ النمل، رقم الآیۃ ۱۲)

یعنی ’’اور اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو، تو وہ کسی بیماری کے بغیر سفید ہو کر نکلے گا، یہ دونوں باتیں ان نو نشانیوں میں سے ہیں جو فرعون اور اس کی قوم کی طرف (تمہارے ذریعے) بھیجی جا رہی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ نافرمان لوگ ہیں‘‘

اور قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اُسۡلُكۡ يَدَكَ فِيۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَاءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡءٍ وَّاضۡمُمۡ اِلَيۡكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهۡبِ فَذٰنِكَ بُرۡهَانٰنِ مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَائِهٖ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ(سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۳۲)

یعنی ’’اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو وہ روشن ہو کر نکلے گا بغیر کسی مرض کے، اور خوف (دور کرنے) کے لیے اپنا بازو پھر اپنے سے ملا لینا، یہ دو سندیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس (جانے کے لئے) بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں‘‘

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے عیب کی نفی کے لئے ’’سوء‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا ہے ’’سوء‘‘ کا معنیٰ ہے کسی چیز میں ردی چیز ہو جو اس میں برائی پیدا کر دے، لیکن یہاں اس سے مراد برص ہے، اور عرب کے لوگ برص کو بہت برا جانتے تھے، اس لئے اس کو کنایہ کے ساتھ تعبیر کیا۔

اور ’’غیر سوء‘‘ کا لفظ ہر قسم کا تردد ختم کرنے کے لیے فرمایا کہ اس ہاتھ کی سفیدی اور چمک کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ معجزے کی وجہ سے ہوگی۔

ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تردد ختم کرنے کے لیے یہ بات کہی گئی ہو، کیونکہ وہ اس سے پہلے اپنے عصا کو سانپ کی طرح رینگتا ہوا دیکھ کر طبعی طور پر کچھ ڈر گئے تھے، ہاتھ کو چمکتا ہوا دیکھ کر بھی ممکن تھا کہ ان کے ذہن میں کوئی اور خیال پیدا ہوتا، اس لیے پہلے سے اس کی وضاحت کردی گئی۔

www.idaraghufran.org

یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ مخالفین کی جانب سے کی جانے والی تاویلوں کا راستہ بند کرنا بھی مقصود ہو، کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے معجزات کا انکار کیا، انھوں نے ہر معجزے کی کوئی نہ کوئی تاویل کی، جیسا کے بعد میں اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ کوئی معجزہ نہ تھا، بلکہ برص کی بیماری تھی، جس کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید ہو گیا تھا۔ [1]

سورہ نمل کی مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطاء کیے جانے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل سورہ اعراف میں مذکور ہے۔

چنانچہ ابتداء میں صرف دو معجزات دے کر فرعون اور اس کی قوم کے پاس حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو بھیجا گیا، اور باقی معجزات کا ظہور آئندہ سالوں میں مختلف وقتوں میں ہوا۔

قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر واضح کیا گیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعلان کے مطابق کوئی بلائے عام مصر پر نازل ہوتی تھی، تو فرعون حضرت موسیٰ سے کہتا تھا کہ آپ اپنے خدا سے دعاء کر کے اس بلا کو دور کرا دیجیے تو پھر جو کچھ آپ کہیں گے ہم مان لیں گے، مگر جب وہ بلا ٹل جاتی تھی تو فرعون اپنی ہٹ دھرمی پر اڑ جاتا تھا۔ [2]

---

[1] اور تعجب کی بات یہ ہے کہ تورات میں تحریف کرنے والوں نے بھی یہ لکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں برص کے مانند سفیدی تھی، یعنی انھوں نے بھی اسے برص کی بیماری قرار دیا اور معجزے کو تسلیم کرنے سے پہلو تہی کی۔

[2] سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا(سورة بنی اسرائیل، رقم الآیة ۱۰۱)

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں دیں، سو بنی اسرائیل سے پوچھ، جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے اس سے کہا کہ یقیناً میں تو تجھے اے موسیٰ! جادو زدہ سمجھتا ہوں‘‘

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ(سورة الاعراف، رقم الآیة ۱۳۰)

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے فرعون کی آل کو قحط سالیوں اور پیداوار کی کمی کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں‘‘

اور سورہ اعراف ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ(سورة الاعراف، رقم الآیة ۱۳۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سورہ قصص کی آیت میں ''خوف (دور کرنے) کے لیے اپنا بازو پھر اپنے سے ملا لینا'' سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی کوئی خطرناک موقع ایسا آئے، جس سے آپ کے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرو، اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا اور رعب و دہشت کی کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہ رہے گی۔

بازو سے مراد غالباً سیدھا بازو ہے، کیونکہ مطلقاً ہاتھ بول کر سیدھا ہاتھ مراد لیا جاتا ہے، بھینچنے کی دو شکلیں ممکن ہیں، ایک یہ کہ بازو کو پہلو کے ساتھ لگا کر دبا لیا جائے، دوسری یہ کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی بغل میں رکھ کر دبایا جائے۔

دوسری صورت قوی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اس صورت میں دایاں ہاتھ بائیں بغل میں رکھنے سے دل پر بھی ہاتھ آ جائے گا، اور خوف دور کرنے کے دل کی تقویت ہی مقصود ہوتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾ ''تو ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون، جو الگ الگ نشانیاں تھیں، پھر بھی انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے''

اور سورہ اعراف میں کچھ آگے چل کر ارشاد ہے کہ:

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ(سورة الاعراف، رقم الآية ١٣٦)

''تو ہم نے ان سے انتقام لیا، پس انھیں سمندر میں غرق کر دیا، اس وجہ سے کہ بے شک انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے''

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ (سورة الشعراء، رقم الآيات ٦٣تا ٦٦)

''تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار، پس وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا بہت بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ اور وہیں ہم دوسروں کو قریب لے آئے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ تھے، سب کو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا''

درود وسلام کے فضائل واحکام

مسنون و ماثور درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات، درود وسلام کے مسنون و ماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی، اور درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف: مفتی محمد رضوان

طب وصحت (قُسط یا کُٹھ: قسط 2) حکیم مفتی محمد ناصر

قُسط یا قُسطِ بحری کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں قُسطِ بحری اور قُسطِ ہندی کے الفاظ سے ایک دواء کی عظیم فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الحِجَامَةُ، وَالقُسْطُ البَحْرِيُّ (بخاری) [1]

ترجمہ: جن چیزوں سے تم دواء کرتے ہو، اُن میں بہترین حجامہ کرانا اور قسطِ بحری ہے (بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَلَيْكُمْ بِالْحِجَامَةِ، وَالْقُسْطِ الْبَحَرِيِّ (مسند البزار، رقم الحديث ٣٠٢١) [2]

ترجمہ: تم پر حجامہ کرانا اور قسطِ بحری لازم ہے (مسند بزار)

پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ علاج کے لئے اختیار کی جانے والی دواؤں میں سے قسطُ البحری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین دواؤں میں شمار فرمایا ہے، اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسطِ بحری استعمال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پھر مذکورہ حدیث میں کسی خاص بیماری کے بغیر حجامہ کی طرح عام دوا کے طور پر قسطِ بحری کا حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ قسطِ بحری، حجامہ کی طرح مختلف بیماریوں میں شفاء کی تاثیر رکھتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٢٠٤٥، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

---

[1] رقم الحديث ٥٦٩٦، باب الحجامة من الداء، مسلم، رقم الحديث ٦٣"١٥٧٧"

[2] قَالَ الْبَزَّارُ: لا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَاهُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، إِلا سَعِيدٌ، وَلا عَنْهُ إِلا عَبْدُ الْوَهَّابِ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ أَهْلُ الْعِلْمِ.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: جن چیزوں سے تم دواء کرتے ہو، اُن میں بہترین حجامہ کرانا اور قسطِ بحری ہے، اور تم اپنے بچوں کے حلق (یا گلوں) کو دبا کر انہیں تکلیف نہ دیا کرو (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ ، وَالْقُسْطُ الْعَرَبِيُّ لِصِبْيَانِكُمْ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَلَا تُعَذِّبُوهُمْ بِالْغَمْزِ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۲۳۹۰۴)

ترجمہ: تمہارے بہترین علاجوں میں حجامہ کرانا ہے، اور قسطِ عربی تمہارے بچوں کے حلق (یا گلوں) کی تکلیف کے لئے بہترین دواء ہے، اور تم بچوں کے حلق (یا گلوں) کی تکلیف کو دبا کر انہیں عذاب نہ دیا کرو (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ (بخاری) [1]

ترجمہ: تم اپنے بچوں کو عذرۃ کی بیماری میں (حلق کی) تکلیف کو دبا کر عذاب نہ دو، اور تمہارے اوپر قُسط کو استعمال کرنا لازم ہے (بخاری، مسلم)

''عُذْرَۃٌ'' عربی زبان کا لفظ ہے، عذرہ سے مراد حلق (یعنی گلے) کی تکلیف ہے، عرب میں خواتین کی عادت تھی کہ وہ بچوں کے گلے کی تکلیف میں اُن کے حلق میں اُنگلی ڈال کر تکلیف کی جگہ کو دبا دیتی تھیں، جس سے عارضی طور پر تکلیف سے فائدہ اور افاقہ ہو جاتا تھا، مگر اس طریقۂ علاج سے ایک طرف بچہ کو تکلیف ہوتی تھی، اور اس کے ساتھ تکلیف کی جگہ سے گندہ خون یا فاسد رطوبات حلق اور سینہ کے دیگر امراض کا ذریعہ بنتی تھیں۔

احادیث میں علاج کے اس طریقہ کو پسند نہیں کیا گیا، بلکہ اسے بچوں کے لئے عذاب اور تکلیف بتلایا گیا ہے، اور گلے کی مذکورہ تکلیف کے علاج کے لئے قُسط استعمال کرنے کی ہدایت کی گئی ہے

(فتح الباری لابن حجر، کتاب الطب، قولہ باب اللدود، عمدۃ القاری، باب السعوط بالقسط الہندی والبحری وہو الکست)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۵۶۹۶، باب الحجامة من الداء، مسلم، رقم الحدیث ٦٣''١٥٧٧''

دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ – قَالَ ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ: دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ بِصَبِيٍّ يَسِيلُ مَنْخِرَاهُ دَمًا – قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ فِي حَدِيثِهِ، وَعِنْدَهَا صَبِيٌّ يَثعب مَنْخِرَاهُ دَمًا، قَالَ: فَقَالَ: " مَا لِهَذَا؟ " قَالَ: فَقَالُوا بِهِ الْعُذْرَةُ، قَالَ: فَقَالَ: عَلَامَ تُعَذِّبْنَ أَوْلَادَكُنَّ، إِنَّمَا يَكْفِي إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَأْخُذَ قُسْطًا هِنْدِيًّا فَتَحُكَّهُ بِمَاءٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ تُوجِرَهُ إِيَّاهُ، قَالَ ابْنُ أَبِي غَنِيَّةَ: ثُمَّ تُسْعِطَهُ إِيَّاهُ –، فَفَعَلُوا فَبَرَأَ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما (میں سے کسی) کے پاس تشریف لائے، اس وقت ان کے پاس ایک بچہ تھا، جس کے دونوں نتھنوں سے خون جاری تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس بچے کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کو عذرہ (یعنی حلق یا گلے) کی تکلیف ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو عذاب میں کیوں مبتلا کرتی ہو؟ تمہارے لئے تو یہی کافی ہے کہ قسطِ ہندی لے کر اسے پانی میں سات مرتبہ گھول لو اور اس کے گلے میں ٹپکا دو، ابنِ ابی غنیّۃ (راوی) کہتے ہیں کہ گلے میں ٹپکانے کے بجائے ناک میں ٹپکانے کا حکم ہے، انہوں نے بچہ کے ساتھ ایسا ہی کیا تو بچہ تندرست ہو گیا (مسند احمد، کشف الاستار)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ، وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا يَسِيلُ مَنْخِرَاهُ دَمًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟ قَالُوا: بِهِ الْعُذْرَةُ، قَالَ: وَيْلَكُنَّ لَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ، أَيَّةُ امْرَأَةٍ يَأْتِي وَلَدَهَا الْعُذْرَةُ فَلْتَأْخُذْ قِسْطًا هِنْدِيًّا فَلْتَحُكَّهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تُسْعِطُهُ إِيَّاهُ ثُمَّ أَمَرَ عَائِشَةَ فَفَعَلَتْهُ بِالصَّبِيِّ فَبَرَأَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ٨٢٤١)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، اس

[1] رقم الحديث ١٤٣٨٥، کشف الاستار، رقم الحديث ٣٠٢٤، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُسْطِ، مصنف ابن ابی شیبة، رقم الدحیث ٢٣٩٠٣، ما رخص فيه من الأدوية)

وقت ان کے پاس ایک عورت تھی، جس کے ساتھ بچہ بھی تھا، اس بچہ کے دونوں نتھنوں سے خون جاری تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس بچے کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کو عذرہ (یعنی حلق یا گلے) کی تکلیف ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتیں پر افسوس ہے، تم اپنے بچوں کو قتل نہ کیا کرو، جس عورت کے بچہ کو بھی عذرہ (یعنی حلق یا گلے) کی تکلیف ہو، تو اسے چاہئے کہ قسطِ ہندی لے، اور اسے پانی میں گھول لے، پھر اسے بچے کی ناک میں ٹپکا دے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم دیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچہ کے ساتھ ایسا ہی کیا، تو وہ بچہ تندرست ہو گیا (مستدرک حاکم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً جَائَتْ بِصَبِيٍّ لَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: افْقَأْ مِنْهُ الْعُذْرَةَ، فَقَالَ: تُحَرِّقُوا حُلُوقَ أَوْلَادِكُمْ خُذِى قُسْطًا هِنْدِيًّا وَوَرْسًا فَأَسْعِطِيهِ إِيَّاهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۴۵۷) [1]

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بچے کو لے کر آئی، اور اس نے عرض کیا کہ اس بچہ کے (حلق یا گلے میں) عذرہ (کی تکلیف) کو دبا دیجئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کے حلقوں کو جلا دیتی ہو، تم قسطِ ہندی اور وَرَس لو، اور انہیں بچے کی ناک میں ڈال دو (مستدرک حاکم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عذرہ (یعنی حلق یا گلے) کی تکلیف جب زیادہ شدید ہو جاتی ہے، تو بعض اوقات مریض کے ناک سے بھی خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ [2]

---

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وسکت عنه الذهبی فی التلخیص.

[2] مسیحُ الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب فرماتے ہیں کہ:

خناق (یعنی گلے یا حلق کی تکالیف) کی ایک قسم کو خناقِ کلبی کہتے ہیں، اس میں مریض کُتے کی طرح منہ کُھلا رکھتا ہے، اور زبان باہر نکالے رکھتا ہے، اور ایک قسم ایسی ہے، جس میں مریض کلام کرنے اور نگلنے کی قوت نہیں رکھتا، اور جو چیز پیتا ہے، ناک کے راستہ خارج ہو جاتی ہے، اس کو ذبحہ کہتے ہیں، یہ دونوں قسمیں بدترین اقسام سے ہیں، اس قسم کی شدید تکالیف سے مریض ۳۔۴ دن ہی میں ختم ہو جاتا ہے (حاذق، صفحہ 192، مصنفہ: مسیحُ الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب، مطبوعہ: مدینہ پبلشنگ، کمپنی، جناح روڈ، کراچی)

ایسی صورت میں تنہا قسطِ ہندی کو پانی میں گھول کر پینا، یا اس پانی کے چند قطرے ناک میں ٹپکانا یا قسطِ ہندی کے ساتھ ورس شامل کرلینا فائدہ مند ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ امْرَأَةٌ مَعَهَا صَبِيٌّ يَقْطُرُ مَنْخِرَاهُ دَمًا، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا الصَّبِيِّ؟، قَالَتْ: بِهِ الْعُذْرَةَ، قَالَ: وَيْحَكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، لَا تَقْتُلْنَ أَوْلَادَكُنَّ، وَأَيُّ امْرَأَةٍ كَانَ بِصَبِيِّهَا عُذْرَةٌ أَوْ وَجَعٌ بِرَأْسِهِ، فَلْتَأْخُذْ قُسْطًا هِنْدِيًّا فَلْتَحُكَّهُ، ثُمَّ لِتُسْعِطْهُ، ثُمَّ أَمَرَ عَائِشَةَ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ بِالصَّبِيِّ فَبَرَأَ (مسند ابی یعلیٰ) [2]

ترجمہ: اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت تھی، جس کے ساتھ ایک بچہ تھا، اس بچہ کے دونوں نتھنوں سے خون جاری تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو آپ نے پوچھا کہ اس بچے کو کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اس کو عذرہ کی تکلیف ہے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتو! تمہارے اوپر افسوس ہے! اپنی اولاد کو قتل مت کیا کرو، جس عورت کے بچہ کو بھی عذرہ کی تکلیف ہو، یا اُس کے سَر میں درد ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ قسطِ ہندی لے، پھر اسے (پانی میں) گھول لے، پھر اسے بچے کی ناک میں ٹپکا دے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم دیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچہ کے ساتھ ایسا ہی کیا، تو وہ بچہ تندرست ہو گیا (ابویعلیٰ، مستدرک حاکم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عذرہ یعنی گلے کی تکلیف کے علاوہ سَر کے درد کے علاج کے لئے بھی قسطِ ہندی کو پانی میں گھول کر پینا، یا اُس پانی کے چند قطرے ناک میں ڈالنا فائدہ مند ہوتا ہے۔

---

[1] ''ورَس'' سے مراد زعفران کی طرح کی ریشہ نما ایک چیز ہے، یہ ریشہ نما چیز ایک پودے کے پھل سے پختہ ہونے پر نکلتے ہیں، ان کو پیس لیا جاتا ہے، ورَس کپڑے یا داڑھی رنگنے کے کام بھی آتا ہے، یہ ریشے سُرخی مائل زرد رنگ کے ہوتے ہیں، ذائقہ میں قدرے تلخ اور مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہوتے ہیں، استعمال کے اعتبار سے ورَس اکثر زہروں کے لئے تریاق ہے (کتاب المفردات، مصنفہ: حکیم مظفر اعوان صاحب، صفحہ 504، مطبوعہ: شیخ غلام علی اینڈ سنز پرائیویٹ لمیٹڈ)

[2] رقم الحدیث ۱۹۱۲، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۴۵۶)

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .وَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا حَدِيثَ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، بِنَحْوِ هَذَا مُخْتَصَرًا. وقال الذهبی: علی شرط مسلم.

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......6/ 13/ اور 20/ اور 27 جمادی الاخریٰ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، البتہ 6/ اور 27/ جمادی الاخریٰ بروز جمعہ مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب کے سفر پر ہونے کی وجہ سے مفتی امجد حسین صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی، مسجد نسیم میں 27/ جمادی الاخریٰ کو بندہ محمد ناصر کے سفر پر ہونے کی وجہ سے مولانا محمد ریحان صاحب نے اور جامع مسجد بلال میں مفتی یونس صاحب کے سفرِ عمرہ میں ہونے کی وجہ سے اُن کے بیٹے مولانا شعیب احمد صاحب نے 13/ اور 20/ جمادی الاخریٰ کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔

□......8/ 15/ 22/ اور 29/ جمادی الاخریٰ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس حسبِ معمول مسجد ادارہ غفران میں صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

□......25/ جمادی الاولیٰ بروز پیر مولانا نور نواز صاحب کے گھر میں ارا کینِ ادارہ عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......6/ جمادی الاخریٰ، بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب نے جامع مسجد سلطان (فیض ویلی، ویسٹریج، راولپنڈی) میں مولانا مبین صاحب کی دعوت پر جمعہ کی نماز کی خطابت وامامت فرمائی۔

□......6/ جمادی الاخریٰ، بروز جمعہ، مغرب سے پہلے مولانا قاری خلاد حسین صاحب، اوکاڑہ سے تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے دارالافتاء میں ملاقات کی، عشاء کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

□......12/ جمادی الاخریٰ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب نے بعد نمازِ عشاء اپنے ایک عزیز شاہان جعفر صاحب کا نکاح پڑھایا۔

□......13/ جمادی الاخریٰ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب نے بعد نمازِ عشاء جناب شاہان جعفر صاحب کے ولیمہ میں شرکت کی۔

□......17/ جمادی الاخریٰ بروز منگل حضرت مدیر صاحب، جناب عجب خان صاحب کے گھر چند اہلِ علم کے ساتھ عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......19/ جمادی الاخریٰ بروز جمعرات، حضرت مدیر صاحب، ایک ضرورت کے لیے جاتے وقت چند رفقائے ادارہ کے ساتھ دارالعلوم زکریا (ترنول) میں تشریف لے گئے، جہاں مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب زید مجدہٗ سے ملاقات ہوئی، اسی دن جامع مسجد کبریاء (حاجی کیمپ) میں مولانا مفتی اقبال علوی صاحب زید مجدہٗ

سے بھی ملاقات کے لئے حاضری ہوئی۔

□......20/ جمادی الاخریٰ کو بعد نمازِ جمعہ حضرت مدیر صاحب اپنے ایک نمازی اور دیرینہ رفیق غلام حسین بھٹی صاحب کی عیادت کے لئے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔

□......20/ جمادی الاخریٰ کو بعد نمازِ جمعہ، مفتی محمد امجد صاحب اور مولانا محمد فرحان صاحب، بابا جی عبدالشکور صاحب (کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی) کی نواسی کے نکاح میں شریک ہوئے۔

□......22/ جمادی الاخریٰ بروز اتوار چند اراکینِ ادارہ جوڑیاں ادارہ کے لئے خرید کردہ رقبہ پر تشریف لے گئے، اسی دن بعد نمازِ ظہر مولانا عبدالمعبود صاحب زید مجدہٗ دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

□......26/ جمادی الاخریٰ بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب، مجلس صیانۃ المسلمین کے جلسہ بسلسلہ خدماتِ حکیم الامت میں شرکت کے لئے صبح آٹھ بجے لاہور کے لئے روانہ ہوئے، لاہور پہنچ کر پہلے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب سے دارالتحقیق (چوبرجی) میں ملاقات ہوئی، اس کے بعد مولانا مفتی مشرف علی تھانوی صاحب اور چند دیگر بزرگوں کی خدمت میں جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ (کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن) حاضری ہوئی، اس کے بعد مرکز مجلس صیانۃ المسلمین (سندر، ملتان روڈ) جانا ہوا، اگلے دن 27/ جمادی الاخریٰ بعد نماز جمعہ اور بعد نمازِ عصر حضرت مدیر صاحب کے اصلاحِ اخلاق کے حوالہ سے بیانات ہوئے، اس سفر میں مولانا عبدالسلام صاحب اور بندہ محمد ناصر ہمراہ تھے۔

□......یکم/ رجب بروز پیر بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ کے طبی لیکچر ہوا، لیکچر سے فراغت کے بعد حکیم صاحب موصوف نے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

□......3/ رجب، بروز بدھ، دوپہر حضرت مدیر صاحب بندہ محمد ناصر کے ہمراہ، مولانا قاری سید بلال حسین صاحب تھانوی زید مجدہٗ سے ملاقات کے لیے بحریہ ٹاؤن، جناب شعیب صاحب کے گھر پر تشریف لے گئے۔

□......12/ جمادی الاخریٰ (یکم/ مارچ) بروز جمعرات، تعمیرِ پاکستان سکول میں سالانہ امتحانات کے نتائج کا دن تھا، نتائج کی فراہمی کے ساتھ امتیازی کارکردگی والے طلبہ کو میڈلز اور دیگر انعامات بھی دیئے گئے، اور 13/ 14/ جمادی الاخریٰ (2,3/ مارچ) طلبہ کو نصاب فراہم کیا گیا۔

□......16/ جمادی الاخریٰ (5/ مارچ) بروز پیر، سے تعمیرِ پاکستان سکول میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **21/فروری/2018ء/4/جمادی الاخریٰ/1439ھ**: پاکستان: قومی اسمبلی، اسلام آباد ہیلتھ ریگولیٹری اتھارٹی سمیت 4 بل منظور، ہیلتھ سروسز اکیڈمی کو ڈگریاں جاری کرنے، کوریئر ولاجسٹک اتھارٹی کے قیام اور فوجداری قانون (ترمیمی) بل کی منظوری دی گئی ✍ **22/فروری**: پاکستان: مسلم لیگ ن (سابق وزیرِ اعظم) میاں نواز شریف کی پارٹی صدارت بھی معطل، 28 جولائی کے بعد کیے گئے فیصلے کالعدم، سپریم کورٹ، الیکشن کمیشن نے نام ہٹادیا ✍ **23/فروری**: پاکستان: ن لیگ سینٹ الیکشن سے باہر، امیدوار آزاد قرار، ظفر الحق کے دستخط سے جاری نئی ٹکٹیں بھی مسترد، امیدوار آزاد حیثیت سے سینٹ الیکشن لڑسکیں گے، الیکشن کمیشن ✍ **24/فروری**: پاکستان: FATF کا اہم اجلاس، پاکستان بلیک لسٹ ہونے سے بچ گیا، تین ماہ کی مہلت، عالمی رپورٹس کے برعکس پاکستان کا نام ان ممالک کی فہرست میں شامل نہیں، جو دہشتگردوں کی ممانعت سے باز رہنے میں ناکام رہے، اعلامیہ ☛ بجلی کی اوور بلنگ پر سزاؤں کا بل سینٹ سے بھی منظور ✍ **25/فروری**: نیویارک: سلامتی کونسل نے شام میں 30 روز کے لیے جنگ بندی کی قرارداد منظور کرلی، اس دوران شہریوں کا انخلاء اور امدادی کام کیے جاسکیں گے ✍ **26/فروری**: یمن: یمن انسدادِ دہشتگردی کے ہیڈکوارٹر پر خودکش حملہ، 10 اہلکاروں سمیت 19 افراد ہلاک، 40 زخمی ✍ **27/فروری**: پاکستان: پاکستان کی افغان مہاجرین کو زبردستی نہ نکالنے کی یقین دہانی، یو این ایچ سی آر کی پاکستان سے مناسب وقت دینے کی درخواست ✍ **28/فروری**: پاکستان: نواز شریف تاحیات پارٹی قائد، شہباز شریف قائم مقام صدر منتخب ✍ **کیم/مارچ**: پاکستان: پیٹرول 3.56، ڈیزل 2.62، مٹی کا تیل 6.28 روپے مہنگا، نوٹیفکیشن جاری ✍ **2/مارچ**: پاکستان: 50 فیصد حج کوٹہ کی قرعہ اندازی، 87813 خوش نصیبوں کے نام نکل آئے ✍ **3/مارچ**: چین: چین بھارت سرحد پر کشیدگی میں اضافہ، تصادم کے امکانات ✍ **4/مارچ**: پاکستان: سینٹ الیکشن، ن لیگ کے حمایت یافتہ 15، پیپلز پارٹی کے 12 امیدوار کامیاب، تحریک انصاف کے 6 متحدہ کا صرف ایک سینٹر منتخب، چیئرمین سینٹ کے لیے جوڑتوڑ شروع ✍ **5/مارچ**: پاکستان: پی پی 30 سرگودھا ضمنی الیکشن میں ن لیگ کے حمایت یافتہ آزاد امیدوار کامیاب ✍ **6/مارچ**: پاکستان: نئی حلقہ بندیاں، اسلام آباد 3، پنجاب 141، پختونخوا 39، بلوچستان کی 16 نشستیں، بلوچستان اسمبلی 51، پختونخوا 99، پنجاب 297، سندھ اسمبلی کی 130 ہوگئیں، راولپنڈی میں قومی 7، پنجاب اسمبلی کی 15 نشستیں ہوں گی ✍ **7/مارچ**: پاکستان: پاک فوج نے بھارتی جاسوس ڈرون مار گرایا، ملبہ قبضے میں لے لیا، سال میں چوتھا ڈرون مار گرا گیا، آئی ایس پی آر

Idara Ghufran

9/مارچ : پاکستان: دوہری شہریت، جانچ کے لیے آن لائن ڈیٹا حاصل کرنے کا فیصلہ، نادرا کو خصوصی سافٹ ویئر تیار کرنے کا ٹاسک 10/مارچ: پاکستان: پنجاب کے سرکاری ونجی سکولوں میں بچوں سے ڈانس کرانے پر پابندی، ڈپٹی ڈی ای اوز عملدرآمد کرائیں گے، سی ای او 11/مارچ: پاکستان: پاک بحریہ کا اینٹی شپ میزائل کا تجربہ کامیاب 12/مارچ: پاکستان: وفاقی حکومت کا حاجیوں سے ویلیو ایڈڈ ٹیکس کی مد میں اضافی 32ہزار نہ لینے کا فیصلہ 13/مارچ: پاکستان: سینٹ الیکشن، اپوزیشن اتحاد کے امیدوار صادق سنجرانی چیئرمین، سلیم مانڈوی والا ڈپٹی چیئرمین منتخب، حکمران اتحاد کو شکست 14/مارچ: پاکستان: ریلوے زمین اور بلڈنگز 3سال کے لیے لیز پر دینے کا فیصلہ ☚ فنانشل ایکشن ٹاسک فورس، پاکستان نے گرے لسٹ سے نکلنے کے لیے کوششیں تیز کردیں 15/مارچ: پاکستان: رائیونڈ پولیس چوکی پر خودکش حملہ، 5اہلکاروں سمیت 9 افراد شہید، اے ایس پی، ایس ایچ او سمیت 29 زخمی، متعدد کی حالت نازک 16/مارچ : پاکستان: اسلام آباد ہائیکورٹ کا ٹور آپریٹرز کا 40فیصد حج کوٹہ برقرار رکھنے کا حکم 17/مارچ : پاکستان: ایئر مارشل مجاہد انور خان فضائیہ کے سربراہ نامزد، 18مارچ کو چارج لیں گے 18/مارچ: پاکستان: لاہور، یتیم خانہ چوک، گلے پر ڈور پھرنے سے 3سالہ بچی نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی، 2پولیس افسر معطل 19/مارچ: پاکستان: نان کسٹم پیڈ گاڑیوں کے خلاف بڑی مہم کا فیصلہ، پنجاب، پختونخوا اور بلوچستان کے سرحدی علاقوں میں کاروائی کا پلان تیار 20/مارچ: پاکستان: پاکستان کو پانی کے سنگین بحران کا سامنا، آبی قلت کے شکار 15 ملکوں میں شامل۔

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد
ڈپریشن
ہائی بلڈ پریشر
عرق النساء
بواسیر
موٹاپا
گھنٹیا
یرقان
دردِ شقیقہ
بانجھ پن
ہارمونز کا مسئلہ
یورک ایسڈ
معدہ
شوگر
جوڑوں کا درد
جسم کا سُن ہوجانا
کولیسٹرول

اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

پاکستان میں پہلی بار100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ’’پاسچرائزیشن‘‘ (Pasteurisation) اور ’’اسٹریلائزیشن‘‘ (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کیئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002